

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہاں پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

**WhatsApp Channel Link**

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز یا کیسٹنگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیسٹنگری نام پر کلک کریں

## **Famous Youtube Novels**

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Dedar E Yaar By Gumnam Larki](#)

[Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra](#)

[Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki](#)

[Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal](#)

[Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3](#)

[Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

## **Novels Categories**

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

تم میرا جنون ہو

آئمہ اشفاق

*Part 1*

عنفی میرا بچہ پلیز دروازہ کھولو۔ ماما پاپا پریشان ہو رہے ہیں۔  
نہیں بھیا میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔ مجھے پتہ ہے پھر آپ مجھے زبردستی  
یونیورسٹی بھیج دیں گے۔ عفساء منہ پھولاتے ہوئے بولی اور ساتھ ساتھ رونے کا  
شغل بھی جاری تھا۔



محسوس کیا تھا، اور وہ یہی ڈر تو اس کا ختم کرنا چاہا تھا۔ وہ اپنی بہن کو ایسے ڈر ڈر کر رہتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اصل میں وہ اس سب کا قصور وار خود کو سمجھتا تھا۔ بچپن میں ٹی وی پر بچیوں کے اغواء اور ریپیسٹ کی بری بری خبروں نے اریش کے ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا۔ وہ اتنا ڈر گیا تھا۔ کہ اس نے عفساء کا 5 کلاس سے ہی سکول چھڑوا کر خود گھر میں پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ عفساء نے پرائیویٹ میٹرک کے پیپر دیئے۔ تو اس کی فرسٹ پوزیشن آنے کی خوشی میں اریش نے پہلی بار اسے باہر ڈنر کرانے کا پروگرام بنایا تھا۔ لیکن اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔ لوگوں سے ڈرتے دیکھ کر اریش کو شدت سے کہ وہ اس کے ساتھ کیا کر بیٹھا تھا۔ اسی دن اس نے عفساء کا ڈر دور کرنے کے لیے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کیا تھا۔ اس نے عفساء کا ایڈمیشن بہت اچھے کالج میں کروایا تھا۔ جب یہ خبر عفساء تک پہنچی تو اس نے بہت ولولہ مچایا تھا۔ تب بھی اریش اس کے آگے ہار مان گیا تھا۔ لیکن اب وہ اپنی بہن کو ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس لیے جب اس نے عفساء کو ڈائینگ ٹیبل پر یہ خبر سنائی۔ کہ





نکال کر عفساء کا ہاتھ پکڑنے کے لیے آگے بڑھا تو عفساء نے فوراً اپنے قدم پیچھے لیے تھے۔ لیکن اریش زبردستی اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے نیچے لے گیا۔

بھیاپلینز-----اس نے آنکھوں میں آنسو لیے ایک آخری بار اُمید بھری نظروں سے اریش کی طرف دیکھا تھا۔



شارم یونیورسٹی کے کیفے میں بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ کہ اسی وقت اس کا موبائل  
بزر کرنے لگا تھا۔

سامنے خنان کا نمبر جگمگاتے دیکھ کر اس نے فوراً منہ بناتے ہوئے فون اٹھایا۔

ہاں بول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا پر اہلم ہے تجھے؟ کیوں روزانہ مجھے فون کر کے تنگ کرتے ہو۔ فون اٹھاتے ہی شرم غصے اور رعب دار آواز میں بولا تھا۔

دوسری طرف ایک پل کے لیے خنان بھی ڈر گیا تھا۔

یار تو کیوں اتنا ہائپر ہو رہا ہے۔ میں نے تو صرف اتنا پوچھنے کے لیے کال کی تھی۔ کہ تو یونیورسٹی پہنچ گیا۔

ہاں پہنچ گیا ہوں اور اب جا کر بتا دو اپنے ہوتے سوتے انکل آنٹی کو جنہوں نے تجھے جاسوسوں کی طرح میرے پیچھے لگایا ہوا ہے۔

شرم تو شاید بول رہا ہے۔ وہ ہوتے سوتے تمہارے والدین ہیں۔ اب کی بار خنان کو بھی اس کی بات پر غصہ آیا تھا۔

ہاں اچھے طریقے سے جانتا ہوں۔ اور تم بھی یہ نہ بھول انہی کی وجہ سے آج میں پاکستان میں ہوں۔ اور تو یہ بات اچھے سے جانتا ہے۔ میں پاکستان کبھی نہیں آنا چاہتا تھا۔ شرم اسے اچھے سے باور کراتے ہوئے بولا تھا۔

لیکن شام تمہاری بھی تو غلطی تھی۔ تجھے کیا ضرورت تھی ایڈی کو پیٹنے کی؟  
 خنان تو شاید بھول رہا ہے۔ اس نے میری بہن کو گالی دی تھی، اور تو کیا  
 چاہتا تھا۔ میں بغیر توں کی طرح بیٹھا رہتا۔ اس بار وہ غصے کی شدت سے  
 بھڑک اٹھا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے میں مانتا ہوں۔ اس نے رجا کو گالی دی تھی۔ لیکن یار یہ معاملہ  
 مارپیٹ کی بجائے بیٹھ کر بھی تو سلو کر سکتے تھے۔ تجھے پتہ ہے تو نے اس کی  
 اتنی بری حالت کی ہے کہ ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق وہ کبھی چل پھر نہیں  
 سکتا۔ خنان نے اسے نرمی سے سمجھانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ جبکہ وہ  
 اچھے سے جانتا تھا اس کے سمجھانے کا بھی شام پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔  
 میری طرف سے وہ بھاڑ میں جائے۔ اگر میرا بس چلتا۔ تو میں اسے جان سے  
 مارنے سے بھی گریزنہ کرتا۔ شام کی آنکھوں میں غصہ صاف جھلک رہا تھا،  
 اور چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو گیا تھا۔ دوسری طرف خنان اس کے غصے  
 سے بخوبی واقف تھا۔

شارم اسی غصے کی وجہ سے آج تو پاکستان میں بیٹھا ہوا ہے۔ تو پلیر اپنے غصے کو کنٹرول کرنا سیکھ، اور یہ جو تم پورے دو سال سے فیل ہو کر انکل آنٹی کو تنگ کر رہے ہو "نا" وہ بند کر دو۔ تو تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ دوسری طرف خنان بھی رعب دار آواز میں اسے وارن کرتے ہوئے بولا تھا۔

انہوں نے جو کرنا تھا کر لیا۔ اب میں وہی کروں گا جو میرا دل چاہے گا۔ کیونکہ میں اپنی مرضی کا مالک ہوں، اور تو بھی میرا باپ بننے کی کوشش نہ ہی کر تو اچھا ہے۔ یہ کہتے ہی شارم نے کٹھاک سے فون بند کر دیا، اور غصے سے ہاتھ میں پکڑا کافی کا کپ نیچے پھینکا، اور ٹیبل کو لات مارتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

کیفے میں بیٹھے سب سٹوڈینٹ اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ ایک پل کے لیے سب کو سانپ سونگ گیا تھا۔ لیکن وہ سب کو نظر انداز کرتا ہوا۔ وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی۔ کہ وہ اس سے یہ سب

کرنے کی وجہ پوچھ سکتے۔ کیونکہ سب اس کے غصے سے اچھے سے واقف تھے۔



صدام شاہ اور اقصی بیگم کے دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹا اسعد شاہ۔ جس کی شادی انہوں نے اپنے بھائی کی بیٹی نمرہ کے ساتھ کی تھی۔ نمرہ دس سال کی تھی جب اس کے والدین کا انتقال ایک کار ایکسیڈنٹ میں ہو گیا تھا۔ اس لیے صدام شاہ اس سے اپنے ساتھ خویلی لے آئے تھے، اور جب وہ بڑی ہوئی تو انہوں نے اس کی شادی اپنے بیٹے کے ساتھ کر دی۔ اسعد اور نمرہ کی ایک بیٹی تھی۔ جس کا نام صدام شاہ نے قصواء شاہ رکھا تھا۔ ان کے دوسرے بیٹے کا نام سفیان شاہ تھا۔ اسے شروع سے ہی باہر کے ملک جانے کا شوق تھا۔ لیکن صدام شاہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا ان سے دور جائے۔ لیکن انہی دنوں سفیان کی ملاقات افشاں سے ہوئی۔ جو کینڈا جیسے ماحول میں پلی بڑی

تھی۔ سفیان پہلی نظر میں ہی افشاں سے محبت کر بیٹھا۔ جب اس نے اپنے بابا کو ان کے گھر رشتہ لے جانے کے لیے کہا۔ تو صدام شاہ نے صاف انکار کر دیا ان کے خلاف جا کر کورٹ میرج کر لی تھی۔ صدام تھا۔ لیکن سفیان نے شاہ کو جب یہ بات پتہ چلی تو انہوں نے اسے اپنی جائیداد سے عاق کر دیا تھا۔ اس دن سفیان شاہ اپنی بیوی کو لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کینڈا چلے گئے۔ اقصی بیگم اپنے بیٹے کی جدائی برداشت نہ کر سکی، اور اس دنیا سے ہی چل بسی۔

سفیان شاہ اور افشاں کا ایک بیٹا شرم شاہ اور ایک بیٹی رجاء تھی۔ رجاء ابھی کالج میں فرسٹ ایئر میں پڑھ رہی ہے۔ رجاء کو اپنے ڈیڈ اور آغا جان کی ناراضگی کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا۔ کیونکہ اس کی ماما نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔ اور اس کی اپنے تایا زاد کزن قصواء سے بھی روز بات ہوتی تھی۔ دونوں میں اتنی گہری دوستی ہو گئی تھی۔ کہ دونوں کو ایک دوسرے سے ملنے کا بے صبری سے انتظار تھا۔ لیکن وہ ہمیشہ آغا جان کی ناراضگی کا سوچ کر رک

جاتی تھی۔ جبکہ اسعد روز فون کر کے اپنے بھائی سفیان کو پاکستان آنے کے لیے کہتے تھے۔ لیکن وہ اپنے بابا جان کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت برداشت نہیں کر سکتے تھے، اور اپنی ماں کی موت نے انہیں اندر ہی اندر توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس لیے ہمیشہ ٹال مٹول سے کام لیا۔ لیکن اسعد اس کے نہ آنے کی وجہ اچھے سے جانتے تھے۔ سفیان کے کینڈا جانے کے بعد اسعد نے بہت مشکل سے اپنے بھائی کا پتہ لگوا کر ان سے رابطہ کیا تھا۔

افشاں ایک بہت اچھی بیوی اور بہت اچھی ماں ثابت ہوئی تھی، اور سفیان کو اپنی بیوی پر فخر بھی تھا۔ لیکن سفیان اور افشاں کو ہمیشہ شرم سے شکایت رہی تھی۔ جو آئے دن کسی نہ کسی سے جھگڑا کرتا رہتا تھا۔ غصہ تو اس نے شاید وارثت میں ملا تھا۔ شرم شاہ نے ابھی ابھی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا۔ لیکن کچھ ہی دنوں میں اس کا جھگڑا ایڈمی نام کے لڑکے سے ہو گیا تھا۔ سفیان شاہ کو جب یہ بات پتہ چلی۔ تو انہوں نے اس کا ایڈمیشن پاکستان کی

مشہور یونیورسٹی میں کرا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے شام شاہ نے بہت ولولہ مچایا تھا۔ لیکن اس کی ایک نہ سنی گئی۔

شام شاہ کا صرف ایک ہی دوست تھا خنان یا یہ کہنا بہتر ہو گا دوست سے بڑھ کر ہی تھا۔ لیکن کبھی کبھی غصے میں وہ اس کی بھی نہیں سنتا تھا۔ خنان سے اس کی ملاقات کالج میں ہی ہوئی تھی۔ خنان صرف پاکستان سے کینڈا پڑھنے کے لیے آیا تھا۔



گاڑی یونیورسٹی کے سامنے رکی تو عفساء کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ وہ جو سارے راستے منہ نیچے کیے روتی ہوئی آئی تھی۔ کہ سامنے یونیورسٹی دیکھ کر اس نے ایک نظر پھر آنسو بھری آنکھوں سے ایش کی طرف دیکھا تھا۔



ٹائم ہو گیا ہے۔ اریش نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر اسے نرمی سے سمجھایا تھا۔

عفساء جواریش کے نرم پڑنے پر خوش ہو گئی تھی۔ شاید وہ اب مان جائے گا۔ لیکن اس کی اگلی بات سن کر دوبارہ اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے تھے۔

لیکن اب کی بار اریش اسے نظر انداز کرتے ہوئے گاڑی سے اترا، اور دوسری طرف آکر اسے بھی ہاتھ پکڑ کر اُتار اٹھا، اور اسے یونیورسٹی کے گیٹ پر چھوڑ کر فوراً وہاں سے چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔ اگر وہ تھوڑی دیر اور رکتا تو اس کے آنسو دیکھ کر اس نے پگل جانا تھا۔

عفساء نے بے بسی سے اریش کی گاڑی کو جاتے دیکھا تھا۔ پھر فوراً اپنے دونوں ہاتھوں سے بچوں کی طرح آنسو صاف کیے تھے۔ اور ڈرتے ہوئے اپنے قدم یونیورسٹی کے اندر رکھے تھے۔

عفساء جو اپنے لب کاٹتی اور انگلیاں مڑوڑتی نظریں نیچے کیے چل رہی تھی۔  
 کہ سامنے غصے سے بھرے شرم شاہ کو آتے نہ دیکھ سکی تھی۔ اس لیے  
 دونوں کا زوردار تصادم ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ نیچے گرتی۔ کہ شرم نے  
 فوراً اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے گرنے سے بچایا تھا۔ لیکن اس چکر میں  
 اس کا موبائل نیچے زمین پر گر کر ٹوٹ گیا تھا۔ عفساء نے فوراً ڈر کے مارے  
 اپنی آنکھیں میچی تھی۔ جبکہ شرم شاہ ارد گرد سے بے نیاز صرف یک ٹک  
 اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ بڑی بڑی آنکھیں جو اس وقت بند تھی۔ پھولے ہوئے  
 سرخ گال، گلابی ہونٹ، ستوانا ک۔ وہ ٹیل پونی بنائے چہرے پر بچوں سی  
 معصومیت لیے سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

عفساء نے جو نہی ہلکی ہلکی اپنی آنکھیں کھولی۔ کہ اپنے سامنے انجان شخص کو  
 دیکھ کر فوراً پیچھے ہونا چاہا تھا۔ کیونکہ یہ پہلی بار تھا کہ وہ کسی شخص کے اتنے  
 نزدیک کھڑی تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ وہ جو پہلی نظر میں ہی  
 اس کا گائل ہو گیا تھا۔ اب شرم شاہ کو اس کی آنکھوں میں اپنا دل ڈوبتا ہوا



میری ہر فی۔ شمار م اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر خود سے بڑ بڑایا تھا۔ پھر اس کا  
بھر پور قہقہہ یونیورسٹی میں گونجا تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ تھوڑی  
دیر پہلے غصے میں بھی تھا۔



عفساء نے ڈرتے ہوئے کلاس میں قدم رکھا تو سامنے اسی لڑکے کو دیکھ کر  
خیر ان رہ گئی تھی۔

شمارم جو اپنا ٹوٹا ہوا موبائل دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی اسی وقت اپنی نظریں اٹھا  
کر سامنے دیکھا۔ تو خیرت میں تو وہ بھی مبتلا ہوا تھا۔ لیکن فرق صرف اتنا تھا۔  
ایک چہرے پر خوف تھا۔ جبکہ دوسرے کے چہرے میں خوشی کے تاثرات  
چھا گئے تھے۔

اس سے پہلے شام اپنی ساتھ والی سیٹھ سے اپنا بیگ اٹھا کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتا۔ عفساء اسے نظر انداز کرتے ڈرتے ہوئے فوراً پیچھے والی رو میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔

اس کا اس طرح اگنور کر کے جانا۔ شام کو سخت ناگوار گزرا تھا۔ اس کے چہرے پر فوراً غصے کے تاثرات چھائے تھے۔ اسے نہیں لگا تھا۔ کبھی کسی لڑکی نے اسے اگنور بھی کیا تھا۔ کیونکہ جب سے وہ اس یونیورسٹی میں آیا تھا۔ ہر لڑکی کو اپنے ارد گرد منڈلاتے ہی دیکھا تھا۔ لیکن کسی کی ہمت آج تک نہیں ہوئی تھی۔ کہ وہ اس کے پاس جا کر بات بھی کر سکے۔ بس دور سے ہی آہ بھرتی رہیں تی۔ کیونکہ سب اس کے غصے سے ڈرتے تھے۔

شام نے غصے سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر اسے جا کر سبق سکھاتا۔ کہ کلاس میں ٹیچر کو انٹر ہوتے دیکھ کر وہ دوبارہ چیر پر بیٹھ گیا تھا، اور بعد میں اس کی خبر لینے کا ارادہ بنا چکا تھا۔

لیکن پورے لیکچر اس نے عفساء کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے زچ کر رکھا تھا۔

عفساء مسلسل اس کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ لیکن اس نے ایک دفعہ بھی اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ اسے بہت ڈر لگ رہا تھا۔ ہر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آنکھوں کے کونے کو صاف کر رہی تھی۔ شام کی نظروں سے اس کی یہ حرکت چھپی نہیں رہ سکی تھی۔ وہ اتنے وقت میں یہ تو جان ہی گیا تھا۔ وہ ڈرتی اور روتی بہت تھی۔ لیکن اس کے لیے تو وہ اس کی ہر نی تھی ڈر پوک ہر نی۔ جس نے سیدھا اس کے دل پر وار کیا تھا۔ اس نے جو آج تک کسی لڑکی کو نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ پتہ نہیں اس لڑکی میں ایسا کیا تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو اس پر سے نظریں ہٹانے سے روک نہیں پارہا تھا۔

کلاس ختم ہوئی تو سب سٹوڈینٹ کلاس سے نکلنے لگے۔ عفساء نے بھی جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹی، اور کلاس سے نکلنے ہی لگی تھی۔ کہ اسی وقت باہر

سے کسی نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ خوف سے اس کی آنکھیں پھیلی تھیں۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔ کہ ایک دم سے ہوا کیا تھا، اور باہر سے کسی نے دروازہ کیوں بند کر دیا تھا۔ اس نے ڈرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو شارم اپنے پاؤں ٹیبل پر ٹکائے سکون سے چیر پر بیٹھا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں چڑانے والی مسکراہٹ دیکھ کر وہ سب سمجھ گئی تھی۔ اسے اب سہی معانوں میں اسے خوف محسوس ہوا تھا۔

عفساء نے فوراً اپنا رخ دروازے کی طرف کیا۔ اسے پہلے کہ وہ چیخ کر کسی کو بلاتی۔ شارم اس کا ارادہ بھانپتا فوراً چیر سے اٹھ کر اس کی طرف لپکا تھا، اور پیچھے سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر زور سے اس کی کمر کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔ شش میری ہرنی چیخنے کی غلطی بھی مت کرنا۔ وہ ایک ہاتھ سامنے دروازے پر ٹکائے اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھے۔ کان میں سرگوشی کے انداز میں بولا تھا۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا۔ کہ عفساء کی آنکھیں خوف سے پھیلی تھیں۔ جبکہ پورا جسم ڈر کے مارے کانپ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔ بہت سارے آنسو اس کی آنکھوں سے نکلتے بہتے چلے جا رہے تھے، اور وہ شدت سے اپنے بھیا کو یاد کر رہی تھی۔

شارم نے جب اپنے ہاتھوں پر اس کی آنسوؤں کی نمی کو محسوس کیا۔ تو فوراً اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تھا، اور گما کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا تھا۔ ہر نی تم رور ہی ہو۔۔۔۔۔؟ شرم نے اس کے آنسو صاف کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا۔ کہ عفساء نے فوراً اپنے قدم ڈر کے مارے پیچھے لیے تھے۔ لیکن پیچھے دیوار ہونے کی وجہ سے وہ اس سے جا ٹکرائی تھی۔ شرم کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری تھی۔ اس نے فوراً غصے سے اپنی مٹھیا بھینچی تھی۔ وہ تھوڑا جھکا اور عفساء کے دونوں طرف دیوار پر ہاتھ رکھ کر اس کے جانے کا راستہ مسدود کر دیا تھا۔



اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہی عفساء نے آنکھوں میں آنسو لیے خوف بھری نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ لیکن اسے اپنے اتنے نزدیک کھڑا دیکھ کر اسے اپنا دل تیزی سے دھڑکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ اس نے فوراً اپنی نظریں نیچے کر لی تھی۔ اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی۔ کہ وہ اس کا ہاتھ جھٹک سکتی۔

اچھا ٹھیک ہے ہر فی میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ تم گھر جانا چاہتی ہو "نا"؟ اسے مسلسل روتے دیکھ کر آخر کار شرم کو اس پر ترس آ گیا تھا۔ اس لیے فوراً پیچھے ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔

عفساء نے فوراً نظریں اٹھا کر ہاں میں سر ہلایا تھا، اور اُمید بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

تو پھر تمہیں میری ایک شرط ماننی ہوگی۔  
عفساء کی آنکھوں میں فوراً خیرت سموئی تھی۔

تم کل کلاس میں میرے ساتھ بیٹھو گی۔ وہ سکون سے ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔

وہ جو پہلے ہی اسے ڈری ہوئی تھی۔ اس کی شرط سن کر اس کا خلق اندر تک سوکھ گیا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلانے ہی لگی تھی۔ کہ اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر اس نے فوراً اپنا سر ہاں میں ہلایا تھا۔ شام کے ہونٹ فوراً مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

گڈ گرل اب تم یہاں سے جاسکتی ہوں۔ وہ فوراً ٹیبل سے اتر اور اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تھا، اور اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے بولا تھا۔ یہ سنتے ہی عفساء فوراً دروازے کی طرف بڑھی۔ لیکن شام نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔ عفساء جوان سب کے لیے تیار نہیں تھی۔ شام سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔ اس نے بروقت اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر خود کو ٹکراتے سے بچایا تھا۔

ہاں ایک بات اور میری ہر فی۔ اگر تم نے گھر میں یا پھر یہاں میرے بارے میں کسی کو بھی بتایا۔ تو پھر تمہیں پتہ ہے "نا" میں کیا کروں گا۔ شام نے اس کے چہرے پر آئی کچھ لٹوں کو کان کے پیچھے آڑتے ہوئے پیار بھری دھمکی دی تھی۔ اس نے فوراً ہاں میں سر ہلایا تھا۔

چلو اب جاؤ۔ اس کے ہاں میں سر ہلاتے ہی شام فوراً اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولا تھا۔

اس کے ہاتھ چھوڑتے ہی عفساء فوراً ڈر کے مارے وہاں سے بھاگی تھی۔ یہاں تک کہ وہ یہ بھی نہ سوچ سکی تھی۔ اب کی بار اسے دروازہ کھولا ہوا ملا تھا۔

اس کے جاتے ہی دوستوڈینٹ کلاس میں داخل ہوئے تھے، اور نظریں جھکا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ وہی سٹوڈینٹ تھے۔ جنہیں شام نے کلاس میں بیٹھے ہی اپنے دوسرے موبائل سے انہیں میسج کر کے ڈور لاک کرنے کے لیے کہا تھا۔

یہ لو تمہارا انعام، لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اگر یہ بات کالج میں کسی کو بھی پتہ چلی یا یہ بات باہر پھیلی تو تم دونوں کو پتہ ہے "نا" میں کیا کروں گا۔ شرم انہیں پیسے پکڑاتے ہی ان دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ساتھ ہی تنبیہ کرنا نہیں بولا تھا۔

انہوں نے فوراً ڈرتے ہاں میں سر ہلایا تھا، پھر شرم کا اشارہ سمجھتے ہی فوراً وہاں سے بھاگے تھے۔



عفساء گیٹ پر آئی تو سامنے ہی اسے گاڑی کے پاس کھڑا ایش نظر آیا تھا۔ جو شاید اسی کا انتظار کر رہا تھا۔



تھوڑی دیر بعد جب وہ سنبھلی۔ اس کے آنسو تھمے تھے۔ اریش نے آہستہ سے اسے اپنے سے الگ کیا تھا۔

عفیٰ بچہ آپ کیوں صبح سے رو کر مجھے تنگ کر رہی ہو۔ آپ کو پتہ ہے "نا" میں آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ اریش اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا تھا۔ لیکن عفساء دوبارہ اس کے سینے سے جا لگی۔

اس کی اس حرکت پر اریش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ اسے پتہ تھا وہ ابھی بھی اس سے ناراض تھی۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا۔ وہ زیادہ دیر اپنے بھیا سے ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔

اریش نے اسے ایسے ہی اپنے ساتھ لگائے لے جاتے ہوئے خود سے الگ کر کے گاڑی میں بیٹھایا تھا۔ اور خود دوسری طرف آکر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا اور گاڑی وہاں سے بھگالے گیا تھا۔









احمد میں عفساء کو لے کر بہت پریشان ہوں۔ ہم اسے بتائے بغیر ہی آگئے ہیں۔ صبح بھی وہ روتے ہوئے یونیورسٹی گئی تھی، اور خود ایش نے ہمیں سختی سے کمرے سے نکلنے سے منع کر دیا تھا۔ عثما کمرے میں آتے ہی پریشانی سے بولی تھی۔

عثما تم کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو۔ ایش اسے سنبھال لے گا۔ احمد بیڈ پر بیٹھ کر اپنی گھڑی اتار کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے تھے۔ کہ اسی وقت ان کا موبائل بزر کرنے لگا تھا۔

لو آگیا آپ کے بیٹے کا بھی فون۔ سامنے سکرین پر ایش کا نام دیکھ کر وہ فوراً فون اٹھاتے ہوئے بولے تھے، اور فون سپیکر پر ان کر دیا تھا۔

ہیلو! اسلام علیکم پاپا۔

وعلیکم اسلام! ایش تم بتاؤ۔ عفساء کیسی ہے وہ ٹھیک تو ہے؟ تمہاری ماما بہت پریشان ہو رہی ہیں۔ سلام کا جواب دیتے ہی انہوں نے فوراً عفساء کے بارے میں پوچھا تھا۔

پاپا آپ ماما کو کہے پریشان نہ ہو۔ وہ بالکل ٹھیک ہے میں ابھی اسے سلا کر ہی آ رہا ہوں۔ دوسری طرف وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا تھا۔

لیکن اریش تم پھر بھی صبح میری اسے بات کروادینا۔ پتہ نہیں کیوں عسما کو تسلی نہیں ہوئی تھی۔ جب تک انہوں نے اسے اپنے سامنے عفساء کو دیکھ نہیں لینا تھا۔ ان کے دل کو سکون نہیں ملنا تھا۔

ماما آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہے۔ آپ فکر نہ کرے۔ صبح میں آپ کی ویڈیو کال پر عفساء سے بات کروادوں گا۔ اچھا اب آپ بھی ریسٹ کرے۔ بہت رات ہو گئی ہے۔ صبح بات ہوتی ہے۔

ٹھیک ہے بیٹا تم بھی اپنا اور عفساء کا خیال رکھنا۔ احمد نے بھی اسے ہدایت دیتے ہوئے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔





اس کے ایسا کرنے سے عفساء کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ وہ ایسا ہی تو تھا۔ بچوں کی طرح اس کا خیال رکھنے والا۔ ایک ہی تو اس کی بہن تھی۔ جس کے وہ نازاٹھانا چاہتا تھا۔ لیکن اسے کیا خبر تھی۔ ایک اور شخص ان کی زندگی میں آکر ان کی زندگی کو ہلا کر رکھ دینے والا تھا۔

بھیا مجھے جوس نہیں پینا۔ اریش نے اس کے آگے ٹوسٹ اور جوس کا گلاس رکھا۔ تو عفساء نے منہ بناتے ہوئے جوس کا گلاس اپنے ہاتھوں سے پیچھے کرتی ہوئی بولی تھی۔

اچھا میرا بچہ جو کھانا چاہتا ہے۔ وہ کھالے۔ وہ پیار سے اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تھا۔ عفساء نے بھی مسکراتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔



اریش اسے بہت سی ہدایتوں کے ساتھ یونیورسٹی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

اس نے جو نہی یونیورسٹی میں قدم رکھا۔ سامنے اسی لڑکے کو دیکھ کر وہ ایک پل کے لیے رکی تھی۔ اسے اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ وہ جو کل کا سارا واقعہ بھول چکی تھی۔ اسے سامنے دیکھ کر سب دوبارہ اس کے ذہن میں فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔ اس کے چہرے پر فوراً ڈر کے تاثرات چھائے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے قدم واپس پیچھے کی طرف لیتی۔ اسی وقت شارم کی نظریں بھی اس کی طرف اٹھی تھی۔

وہ جو کافی دیر سے اپنی بانٹیک پر بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ کل والا واقعہ نہ چاہ کر بھی اس کے ذہن سے نہیں نکل پارہا تھا۔ جب اس نے اریش کو گلے لگایا تھا۔ اسی وجہ سے وہ ساری رات سو بھی نہیں سکا تھا۔ اور صبح ہوتے ہی یونیورسٹی چلا آیا۔ لیکن اب اسے دیکھتے ہی اس کا سارا غصہ پانی کی طرح بہہ گیا تھا۔ مگر اسے اپنے قدم پیچھے کی طرف لیتے دیکھ کر اس نے فوراً غصے سے پکارا تھا۔



اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر شام وہی رک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

عفساء اس کے پاس پہنچتے ہی تھوڑے فاصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ لیکن شام جو مسلسل اسی پر نظریں گاڑھے ہوئے تھا۔ فوراً اس کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے لے جانے لگا تھا۔

عفساء کو ایک پل کے لیے سمجھ نہیں آئی تھی۔ کہ اس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی مزاحمت کی۔ لیکن دوسری طرف گرفت مضبوط تھی۔

مم۔۔۔۔۔ میرا ہاتھ چھوڑے۔۔۔۔۔ آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ پلیز مجھے جانے دے۔ مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔ عفساء آنکھوں میں آنسو لیے مسلسل روتے ہوئے بولی تھی۔ اور ساتھ ساتھ اپنا ہاتھ چھڑانے کی بھی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن شام اس کی سن ہی کہا رہا تھا۔ مسلسل اسے نظر انداز کرتے ہوئے آگے چلے جا رہا تھا۔



نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پلیر نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ انکار میں سر ہلاتے  
ہوئے اسے اپنے پاس آنے سے منع کر رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو ابھی بھی  
رواں تھے۔

اس کے پاس پہنچتے ہی شام نے اس کے ارد گرد ہاتھ رکھ کر اس کے جانے کا راستہ مسدود کر دیا۔

ہر نی کل وہ کون تھا۔ جسے تم نے ہگ کیا تھا۔ شام نے ختی المقدرا اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔ کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا۔ اس کی ہر نی اس سے بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔

مم۔۔۔۔۔ مجھے جانے دے پلیز۔۔۔۔۔ وہ روتے  
ہوئے بس اتنا ہی بولی تھی۔

ہر فی میں نے پوچھا کل وہ کون تھا جسے تم نے ہگ کیا تھا۔ اس بار بھی اس کا لہجہ نرم ہی تھا۔

م۔۔۔۔۔ مجھے گھر جانا۔۔۔۔۔ پلینز۔۔۔۔۔ مجھے جانے دے۔

عفساء روتے ہوئے اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے ہوئے بولی تھی۔ لیکن وہ نازک سی جان ایک انچ بھی شارم کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکی تھی۔ لیکن اس کی اس حرکت نے شارم کے غصے کو ضرور ہوا دے دی تھی۔ جو کافی دیر سے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا تھا۔ شارم نے اس کے وہی دونوں ہاتھ پکڑتے ارد گرد بکس کی الماری کے ساتھ لگائے تھے۔

ہر فی یہ دوسری بار تھا جو تم نے مجھ سے دور جانے کی کوشش کی۔ اگر آئندہ ایسا ہوا۔ تو تم میرے غصے کو ابھی جانتی نہیں ہو۔ اس لیے آئندہ خیال رکھنا۔ اب جلدی سے بتاؤ وہ لڑکا کون تھا۔ جس سے تم نے ہگ کیا تھا۔ شارم تھوڑا جھک کر آنکھوں میں تند و تیز غصہ لیے ترش لہجے میں بولا تھا۔

عفساء کی خوف کے مارے آنکھیں پھیلی تھیں۔ وہ سہی معنوں میں اب اس کے غصے سے بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔ اس کا ہلک تک سوکھ گیا تھا۔ آج تک



چیزوں کو لے کر بہت پوزیسیو ہے۔ شام اس کی آنکھوں میں دیکھتے تحکم

بھرے لہجے میں باور کراتے ہوئے بولا تھا۔

میں آپ کی نہیں ہو۔ نہ جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی۔ کہ وہ

یہ کہہ بیٹھی تھی۔ عفساء کو وہ شخص پاگل اور سائیکو ہی لگا تھا۔

کیا بولا تم نے؟ ایک بار پھر سے بولنا؟ شارم اس کا بازو پکڑتے غصے سے اپنے

روبرو کھڑا کرتے ہوئے بولا تھا۔

عفساء کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔ ڈر کے مارے اس کا پورا جسم

کانپ رہا تھا۔ اس کی سانسوں کی تپش وہ بخوبی اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی

تحتی

ک۔۔۔۔۔ک۔۔۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بھوری آنکھوں میں

آنسو لیے بمشکل بولی تھی۔

ہر فی تم نے یہ کہہ کر اچھا نہیں کیا۔ چلو کوئی بات نہیں اب غلطی کی ہے سزا تو

ملے گی۔ شام اس کے گالوں پر چمکی بالوں کی کچھ لٹو کو سنوارتے ہوئے بولا

تھا۔ وہ اس کے اتنے نزدیک کھڑا تھا۔ کہ عفساء کو اپنی دھڑکنیں تیزی سے دھڑکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

اس کی بات سن کر عفساء نے ڈرتے ہوئے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔  
نہیں میری ہر فی سزا تو تمہیں ملے گی۔ لیکن تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس چھوٹی سی سزا ہے۔ تمہیں بس اتنا کہنا ہے عفساء صرف شام شاہ کی ہے۔ وہ اس کے گال سہلاتے پر سکون لہجے میں بولا تھا۔

اس کے منہ سے اپنا نام سنتے ہی عفساء کی آنکھوں میں خیرت اتری تھی۔ جو شام نے بخوبی محسوس کی تھی۔

میری جان جو تمہارا پورا بایو ڈاٹا نکلا سکتا ہے۔ اس کے لیے تمہارا نام جاننا کونسا بڑی بات ہے۔ اب اس بارے میں اتنا نہ سوچو اور جلدی سے اپنی سزا پوری کرو۔ وہ طنزیہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

لیکن عفساء منہ نیچے کیے مسلسل رونے میں مصروف تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ وہ یہاں سے بھاگ جاتی اور اپنے بھائی کی آغوش میں جا کر چھپ جاتی۔

اسے مسلسل روتے اور خاموش دیکھ کر شرم کا پارہ ہائی ہوا تھا۔ ہر نی اگر اب بھی تم نے اپنی سزا پوری نہ کی۔ تو تمہیں ابھی کڈنیپ کر کے ہمیشہ کے لیے یہاں سے لے جاؤں گا۔ اور پھر تمہارا بھائی بھی تمہیں ڈھونڈ نہیں پائے گا۔ اس لیے جو کہا ہے وہ کرو۔ شرم اسے سر دلجے میں باور کراتے ہوئے بولا تھا۔

عفساء نے فوراً سہمی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ تو اپنے بھائی کے بغیر رہنے کا تو تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

نہیں پلیز نہیں۔۔۔۔۔۔ اس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔ اگر تم ایسا نہیں چاہتی۔ تو پھر کہو عفساء صرف شرم کی ہے۔ شرم اس کے گالوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اپنے نزدیک کرتے ہوئے بولا تھا۔



تھا۔ اور خود چیر لے کر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ اور اپنا ہاتھ تھوڑی پر رکھے  
اس کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا تھا۔

ہر نی تم بہت خوبصورت ہو۔ تم نے میرے دل پر وار کر کے اچھا نہیں کیا۔  
اب شام شاہ تمہیں کبھی دور نہیں جانے دے گا۔ شام اس کی بند پلکوں کو  
چھوتے اس کے پورے چہرے پر ہاتھ پھیرتے نیچے آیا اور پھر پیار سے اپنے  
ہاتھ کی پشت سے اس کے گال سہلاتے ہوئے بولا تھا۔

کافی دیر سے اسے دیکھنے کے بعد بھی اس کا دل نہیں کر رہا تھا۔ کہ وہ اس کے  
چہرے سے اپنی نظریں ہٹائے۔ لیکن بمشکل وہ اپنے جذبات پر بندھ باندھتے  
مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور اپنے بیگ سے پانی کی باٹل نکال کر  
عفساء کے چہرے پر پانی کے کچھ قطرے پھینکیں تھے۔

پانی پڑنے سے عفساء کی پلکوں پر ہلکی سی جنبش ہوئی تھی۔ اس نے ہلکی ہلکی  
اپنی آنکھیں کھولی تو سامنے شام شاہ کو کھڑا دیکھا۔ جو مسکراتے ہوئے اسے  
ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ فوراً اٹھ کر بیٹھی اور ڈر کے مارے پیچھے ہوئی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹیبل سے نیچے گرتی۔ شام نے فوراً اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

ہر نی سنبھل کر اگر ابھی تم گر جاتی اور تمہیں چوٹ لگ جاتی تو۔ شام چہرے پر خوف اور فکر لیے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولا تھا۔ دوسری طرف عفساء کی آنکھوں میں دوبارہ آنسو جمع ہونے لگے تھے۔ وہ اتنی سختی کی عادی نہیں تھی۔ جتنی آج شام شاہ اس پر کر چکا تھا۔

خبردار ہر نی۔۔۔۔۔ خبردار اب تم روئی تو۔ تمہاری آنکھوں سے اب ایک آنسو بھی نہیں نکلنا چاہیے۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ اس کے آنسو شام کو بہت تکلیف دے رہے تھے۔ اس لیے وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ اس کی وجہ سے روئے۔



ہر فی ڈرو نہیں ابھی میرا تمہیں کڈنیپ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ابھی ہم صرف کلاس میں جا رہے ہیں۔ یہ کہتے ہی شام نے اس کی کمر میں دونوں ہاتھ ڈال کر اسے کسی گڑیا کی طرح ٹیبل سے اٹھا کر زمین پر کھڑا کیا تھا۔ عفساء کے شرم کے مارے گال دھک اٹھے تھے۔ اور دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے بے ساختہ نظریں چرائی تھی۔

اس کے دھکتے گال اور نظریں چرانا شام نے بخوبی محسوس کیا تھا۔ میری معصوم ہر فی وہ زیر لب بڑبڑایا اور مسکراتے ہوئے۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے کر چلنے لگا تھا۔ جبکہ وہ کچی ڈالی کی طرح اس کے ساتھ چلتی چلی جا رہی تھی۔ آنکھوں سے اب آنسو سوکھ گئے تھے۔



کلاس میں داخل ہوتے شام عفساء کو ساتھ لیے سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ سب سٹوڈینٹ کی نظریں ان دونوں پر گئی تو ان کی آنکھیں خیرت سے کھولی

کی کھولی رہ گئی تھی۔ خاص طور پر لڑکیوں کی۔ کیونکہ یہ پہلی بار تھا کہ شام نے کسی لڑکی کا ہاتھ پکڑا تھا اور نہ صرف ہاتھ بلکہ اسے اپنے ساتھ چیر پر بھی بیٹھایا تھا۔ جس پر آج تک اس نے کسی کو بیٹھنے نہیں دیا تھا۔ کچھ لڑکیاں تو عفساء کی طرف افسوس اور ہمدردی سے دیکھ رہی تھی۔ اور کچھ آنکھوں میں غصہ اور جلن لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

شام نے اپنے ہاتھ میں پکڑے عفساء کے ہاتھ کو دباتے ہوئے اسے اپنے ہونے کا یقین دلایا تھا۔ جو سب کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کر کے مزید خوفزدہ ہو رہی تھی۔

اگر اب کسی نے بھی میری ہر نی کی طرف دیکھا۔ تو میں اس کی آنکھیں نکالنے میں دو منٹ بھی نہیں لگاؤں گا۔ سب اچھے سے جانتے تھے وہ ہر نی کسے بول رہا تھا۔ اس لیے سب نے فوراً ڈر کے مارے اپنے چہرے آگے کر لیے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں ٹیچر بھی کلاس میں آگئی۔ لیکن شام نے پورے لیکچر اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔ کبھی وہ اس کے ہاتھ کو سہلاتا تو کبھی اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے رکھتا۔ جبکہ وہ مسلسل اس کی نظروں سے الجھن کا شکار تھی۔

آخر کار کلاس ختم ہوتے ہی عفساء نے فوراً سکون کا سانس لیا۔ لیکن اصل پر اہلم تو یہ تھی۔ اس کا ہاتھ ابھی بھی شام کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے ہلکا سا اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالنے کی کوشش کی۔ شام جو یک ٹک اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا۔ کہ اس کے ایسا کرنے پر فوراً چونکا۔ اس کی عفساء کے ہاتھ پر گرفت اور مضبوط ہوئی تھی۔ جیسے اس کی یہ حرکت پسند نہیں آئی تھی۔

اس نے ارد گرد دیکھا تو آدھے سے زیادہ سٹوڈینٹ کلاس روم سے جا چکے تھے۔





درمیان آیا یا پھر کسی نے تمہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کی۔ تو اسے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ پھر چاہے وہ تمہارے بھیا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ جنونیت بھرے لہجے میں بولا۔ اس کی ہاتھوں کی گرفت عفساء کے ہاتھوں پر اور مضبوط ہوئی۔ شاید اسے ڈرتھا کہ کوئی اس کی ہر نی اس سے چھین نہ لے۔ عفساء کو ہاتھوں میں درد اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔ لیکن وہ سب درد بھلائے، بس اسے ایک بات کی فکر تھی کہ اس کے بھیا کو کچھ نہ ہو۔

ن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ پ۔۔۔۔۔ پلیر آپ میرے بھیا کو کچھ مت کہیے گا۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔ بس میرے بھیا کو کچھ مت کہیے گا۔ وہ فوراً نظریں اٹھاتے روتے ہوئے بولی۔

اسے اس طرح روتے دیکھ کر شارم کے دل کو کچھ ہوا۔

ہے ہر نی شش رونا بند کرو۔ میں تمہیں ایسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔

پھر تم کیوں رو کر مجھے تکلیف دیتی ہو۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

تو رولاتے بھی تو آپ ہی ہے۔ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ لیکن پھر فوراً اس نے ڈرتے ہوئے چور نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ کہہ ہی وہ اس بات پر بھی اسے کوئی سزا نہ دے دیں۔

اس کی بات پر شرم کے لبوں نے ہلکے سے مسکراہٹ کا احاطہ کیا۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنی مسکراہٹ کو چھپالیا۔

تو میری ہر فی مجھے غصہ دلانے والے کام بھی نہ کرے "نا"۔ وہ پیار سے اس کے گال سہلاتے ہوئے بولا۔

پ۔۔۔ پلیز مجھے جانے دیں۔ باہر بھی میروٹ کر رہے ہوں گے۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر التجائیہ لہجے میں بولی۔ سفید گال جو رونے کی وجہ سے سرخی لیے پھولے ہوئے تھے۔ جنہیں شرم کا بار بار چھونے کا دل کرتا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے جاؤ۔ لیکن یہ بات جلدی اپنے ذہن میں ڈال لو۔ کہ تمہیں آنا شرم کے پاس ہی ہے۔ وہ اس کا ہاتھ چھوڑتے ہی اسے اچھے سے باور کراتے ہوئے بولا۔

جبکہ عفساء اس کے ہاتھ چھوڑتے ہی فوراً وہاں سے بھاگی۔

اس کی تیزی پر شرم کے ہونٹوں پر مسکراٹ پھیل گئی۔ اس نے چیر کے ساتھ ٹیک لگائی اور چہرہ اُپر کر کے آنکھیں موند لی۔

ابھی پتہ نہیں اور وہ کتنی دیر ایسے ہی بیٹھا رہتا۔ کہ اس کا موبائل رینگ گیا۔

اس نے ایسے ہی پوکٹ سے موبائل نکال کر کان سے لگایا۔ لیکن آگے سے

جو خبر اسے سننے کو ملی۔ ایک پل کے لیے اس نے شرم کے اوسان خطا کر

دیئے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے جو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اب اس کا

دور دور تک کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔ وہ فوراً وہاں سے اُٹھ کر باہر کی طرف

بھاگا تھا۔



عفساء اریش کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی۔ تو سامنے اپنے ماما پاپا کو دیکھ کر

خوشی کے مارے فوراً ان کی طرف بھاگی، اور اپنے ماما کے گلے لگ گئی۔

کیسا ہے میرا بچہ احمد بھی پیچھے سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔  
اب کی بار وہ ماما سے الگ ہو کر فوراً ان کے گلے لگی۔

پاپا آئی مس یو۔۔۔۔۔ آئی مس یو سوچ۔ وہ پوری شدت سے روتے  
ہوئے بولی۔ وہ جو پورے راستے اپنے آنسوؤں پر بند باندھے بیٹھی تھی۔ اپنے  
بھائی کو اپنے ڈر کی بھنک بھی نہیں لگنے دی تھی۔ اپنے پاپا کے گلے لگتے ہی وہ  
رو پڑی، اور ان کی شرٹ کو سختی سے مٹھیوں میں بھینچا ہوا تھا۔ جیسے وہ اسے  
شام سے بچالیں گے۔ وہ ان کی پناہوں میں سکون محسوس کر رہی تھی۔  
ارے عفی میرے بچے تمہارے پاپا نے بھی تمہیں بہت مس کیا۔ اسی لیے تو  
ہم آگئے۔ احمد پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

عفساء کیا اپنے انکل آنٹی سے نہیں ملو گی یا پھر سارا پیارا اپنے ماما پاپا سے ہی کرو  
گی۔

اسراء اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

عفساء نے آواز کی سمت دیکھا۔ تو سامنے اسراء آئی اور رحمان انکل کو دیکھ کر فوراً ان کی طرف لپکی۔

آئی آپ۔۔۔۔۔؟ وہ گلے ملتے ہوئے بولی۔

آئی عفان نہیں آیا کیا؟ وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔ جبکہ اریش نے اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھا تھا۔ وہ اسے بہت دفعہ کہہ چکا تھا۔ اسے بھائی بولا کرو لیکن وہ سنتی کہاں تھی کسی کی۔ اس کی بے چینی دیکھ کر رحمان اور اسراء کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیونکہ سب جانتے تھے۔ کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے کتنے اچھے دوست تھے، اور ایک دوسرے کے کتنے قریب تھے۔ لیکن اسراء اور رحمان اس پیاری سی لڑکی کو اپنی بہو بنانے کی خواہش رکھتے تھے۔ اس بارے میں وہ احمد اور عثما سے بات بھی کر چکے تھے۔ جس کے لیے انہوں نے ابھی سوچنے کے لیے وقت مانگا تھا، اور ویسے بھی وہ اچھے سے جانتے تھے۔ کہ آخری فیصلہ اریش کا ہی ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنی بہن کے معاملے میں بہت پوزیسو تھا۔

نہیں بیٹا وہ کل آئے گا۔ انہوں نے پیار سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا۔

ان کی بات سن کر اس کا منہ لٹک گیا۔

چلو غنی بچہ آپ جلدی سے جا کر کپڑے چنچ کر کے فریش ہو جاؤ۔ پھر نیچے آ

کر کھانا کھاؤ۔ اس کا دادا اس چہرہ دیکھ کر اریش فوراً بات بدلتے ہوئے بولا

او کے بھیا وہ فوراً اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔



وہ رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے ہاسپٹل پہنچا۔ رسیپشن سے کچھ پوچھتے فوراً

اوپر کی طرف بھاگا۔

سامنے اپنے بڑے پاپا کو کاریڈور میں پریشانی سے ٹہلتے دیکھ کر فوراً ان کی

طرف لپکا۔

بڑے پاپا "کیسے ہیں آغا جان" وہ ٹھیک تو ہے "نا"؟ کیا ہوا تھا انہیں؟ اس

کے لہجے میں پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

اریش بیٹا ابھی تک ڈاکٹر نے کچھ نہیں بتایا۔ لیکن تم پریشان نہ ہو۔ ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیتے ہوئے بولے۔ جب کہ آنکھوں میں آنسو ان کے بھی تھے۔

شام پریشانی سے وہی پاس پڑی بنچ پر بیٹھ گیا، اور ڈاکٹر کے باہر نکلنے کا ویٹ کرنے لگا۔



شام شاہ ایئر پورٹ پہنچا تو اپنے بڑے پاپا کو ایئر پورٹ پر اپنا انتظار کرتے پایا تھا۔ جنہیں دیکھ کر اسے بہت حیرت ہوئی تھی۔ لیکن وہ سمجھ گیا تھا، یہ ضرور رجاء کی کارستانی تھی۔ جس نے بڑے پاپا کو بتایا میں پاکستان آ رہا ہوں۔ جبکہ رجاء اچھے سے جانتی تھی، وہ ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ آغا جان کی اس کی ماں سے بلا وجہ کی نفرت تھی۔ لیکن اپنے بڑے پاپا کے بے جا اصرار کی وجہ سے آخر کار وہ حویلی جانے کے

لیے مان گیا تھا۔ لیکن حویلی پہنچتے ہی اس نے اپنے آغا جان کو دیکھا، تو اس کا سارا غصہ پانی کی طرح بہہ گیا تھا۔ وہ اسے صدیوں کے بیمار لگے تھے۔ لیکن یہ سچ بھی تھا بیٹے کی جدائی نے انہیں وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا تھا۔ لیکن آغا جان کی آنکھوں میں اپنے لیے بے رخی دیکھ کر اس کا دل کٹ کر رہ گیا کی طرح ضدی آخر آغا جان کب تک تھا۔ لیکن وہ بھی آخر انہی کا پوتا تھا انہی اسے اگنور کر سکتے تھے۔ آخر وہ دن بھی جلد ہی آ گیا کہ آغا جان اپنے پوتے کے گلے لگ کر پوری شدت سے روئے تھے۔



ڈاکٹر کو باہر آتے دیکھ کر شارم فوراً بیچ سے اٹھ کر ان کی طرف لپکا۔ اب آغا جان کیسے ہیں ڈاکٹر؟ انہیں کیا ہوا تھا؟ اس نے ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر متفکر لہجے میں استفسار کیا۔

آپ کے پیشنٹ کو ہارٹ آٹیک آیا تھا۔ لیکن آپ اس رب کا شکر ادا کریں۔ جس کی وجہ سے ان کی جان بچ گئی۔ اگر وقت پر آپ انہیں یہاں نہ لے کر آتے تو کچھ بھی ہو سکتا تھا، اور پلیرا نہیں ہر پریشانی سے دور رکھے اور خوش رکھنے کی کوشش کرے۔ تھوڑی دیر میں ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے۔ آپ لوگ ان سے مل سکتے ہیں۔ ڈاکٹر بہت سی ہدایتوں کے ساتھ اسے بول کر وہاں سے چلا گیا۔

شارم بیٹا تم بابا جان سے جا کر ملو۔ میں تمہاری بڑی امی اور اور قصواء کو بتا کر آیا۔ کہ اب بابا جان ٹھیک ہے۔

آس نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنے قدم روم کی طرف بڑھا دیئے۔ اب آپ خوش اپنی صحت خراب کر کے، آخر آپ اپنے بیٹے کو معاف کیوں نہیں کر دیتے۔ شارم کمرے میں آتے ہی ان کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے غصے سے بولا۔



اسے پتہ تو چل گیا تھا۔ کہ آغا جان نے جان بوجھ کر بات بدل دی تھی۔ لیکن اب وہ بھی اس ٹاپک کو مزید نہیں چھیڑ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ اپنے آغا جان کو دھیرے دھیرے منالے گا۔

آغا جان آپ کو تو پتہ ہے کہ پڑھائی میں بڑی تھا۔ اس نے زبردستی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر جھوٹ کا سہارا لیا۔

میں سب جانتا ہوں۔ تم یہاں کون سے پڑھائی کر رہے ہو۔ انہوں نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھ کر باور کرایا۔ وہ ہجلا سا ہو گیا۔

لیکن آج تم ہمارے ساتھ حویلی چل رہے ہو۔ یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔ وہ تحکم بھرے لہجے میں بولے۔

جبکہ شرم یہ بات اچھے سے جانتا تھا آغا جان کے ساتھ حویلی جانے کا مطلب اس کی اب کل تک ہی واپسی ہونی تھی، اور وہ یہ ایک دن بھی اپنی ہر نی کو

دیکھے بغیر کیسے گزارے گا۔ یہ صرف وہی جانتا تھا۔ لیکن وہ اپنے آغا جان کی بھی بات کو نہیں ٹال سکتا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے جیسے آپ چاہے۔ وہ ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

اس کی بات اور حرکت پر ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔



ہے چھٹکی کیا کر رہی ہو۔ خنان لیونگ روم میں آیا۔ تو سامنے رجاء کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کر بولا۔

خنان بھائی آپ؟ آپ کب آئے؟ اور ویسے بھی جب سے شرم بھائی پاکستان گئے ہیں۔ آپ نے تو ہماری طرف آنا بھی چھوڑ دیا۔ رجاء جو لپ ٹاپ پر اپنی کزن قصواء سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔ کہ اپنے سامنے خنان کو دیکھ کر فوراً شکوہ کن لہجے میں بولی۔

ارے نہیں چھوٹی ایسی کوئی بات نہیں۔ بس سٹڈی میں تھوڑا بڑی تھا۔ خنان اس کے ساتھ ہی بیٹھتے ہوئے بولا۔ لیکن سامنے ویڈیو کال پر اسی دشمن جاں کو دیکھ کر ساکت رہ گیا۔ کیونکہ آج سے پہلے اس نے اسے صرف تصویر میں دیکھا۔ لیکن آج اسے ویڈیو کال پر دیکھ کر خنان کو اپنے دل پر قابو پانا بہت مشکل امر لگ رہا تھا۔

جبکہ دوسری طرف نباء اس چیز سے بالکل بے خبر تھی کہ کوئی اس کا تفصیلی جائزہ لے رہا تھا۔ کیونکہ سامنے سکریں پر اسے صرف رجاء کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ کوئی انجان شخص اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ ایک پل نہ لگاتی کال کاٹنے میں۔

چھٹکی کتنی بری بات ہے۔ تمہارا بھائی کب سے آکر بیٹھا ہے لیکن تم نے ایک بار بھی مجھ سے چائے کا کپ نہیں پوچھا۔ وہ رجاء کی طرف شکوہ کن لہجے میں بولا۔ اصل مقصد تو اس کا رجاء کو یہاں سے بھیجنے کا تھا۔

اوپس۔۔۔۔۔ ایم سوری خنان بھائی میں ابھی بنا کر لائی۔ اس نے فوراً اپنے سر پر ہاتھ مارتے معذرت کی۔

اچھا قصو ایک منٹ ہو لڈ کرنا میں ابھی آئی۔ رجاء سامنے سکرین پر دیکھ کر فوراً بولی اور آگے سے اس کی کچھ بھی سنے بغیر لیپ ٹاپ صوفے پر رکھ کر وہاں سے بھاگی۔

اس کے وہاں سے جاتے ہی خنان نے ایک منٹ کی تاخیر کیے بغیر فوراً لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ کیونکہ قصواء سے بات کرنے کا اسے دیکھنے کا وہ یہ سنہری موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔

جبکہ قصواء جو دوپٹے سے بے نیاز آرام و سکون سے بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ سامنے سکرین پر کسی انجان شخص کو دیکھ کر ایک پل کے لیے اس کے اوسان حطا ہو گے۔ اس کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔ کیونکہ آج تک وہ کسی مرد کے سامنے نہیں گئی تھی اور آج وہ دوپٹے سے بے نیاز کسی کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس نے فوراً کیمرے کا رخ دوسری طرف کیا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

وہ اب کیا کرے۔ کیونکہ اس کا ایسی سونکیشن سے پہلی دفعہ سامنا ہوا تھا۔ دل بہت تیزی کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔

خنان نے جوا بھی اسے جی بھر کر دیکھا بھی نہ تھا۔ کہ کیمرے کا رخ دوسری طرف ہوتے دیکھ کر سخت بدمزہ ہوا۔

قصواء جی یہ کیا بھی تو میں نے آپ کو جی بھر کر دیکھا بھی نہ تھا، اور آپ نے کیمرے کا رخ بھی دوسری طرف کر دیا۔ ایک تو پہلے ہی آپ نے میرے دل پر وار کر کے اچھا نہیں کیا۔ جب سے آپ کی تصویر دیکھی ہے۔ دل آپ نے یہ موقع مجھے دے ہی دیا۔ تو سے ملنے کے لیے بے چین ہے اور آخر اللہ اب آپ اپنا چہرہ نہ دیکھا کر مجھ پر ظلم کر رہی ہیں۔ خنان کے لہجے میں کیا کچھ تھا محبت، شکوہ، جنون۔ دوسری طرف بناء بہت ڈر گئی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا یہ شخص کون تھا اور اس کے پاس اس کی تصویریں کہاں سے آئی تھی۔

اچھا چلے کوئی نہیں نہ سامنے آئے نہ بات کریں۔ میں کل ویسے بھی پاکستان آ رہا ہوں۔ پھر تفصیلی بات ہوگی اور پھر آپ مجھ سے کہی چھپ بھی نہیں سکتی۔ کیونکہ میں آپ کو ایسا کوئی موقع نہیں دوں گا۔ خنان منصوبی غصے سے بولا۔ مقصد صرف اسے ڈرانا تھا۔ جبکہ یہ اس کے لہجے کا حصہ نہیں تھا۔ قصواء نے فوراً کال کاٹ دی۔ وہ واقع ہی اس شخص سے بہت ڈر گئی تھی۔ یا یہ شخص کون ہے اگر اس بارے آغا جان اور بابا جان کو پتہ چل گیا۔ کہ اللہ ایک انجان شخص نے میرا چہرہ دیکھا ہے تو۔ وہ خود سے بڑ بڑائی اور ویسے ہی بیڈ پر گرتے منہ پر ہاتھ رکھ کر، بچکیوں سے رونے لگی۔ تاکہ کمرے سے باہر اس کی آواز نہ جاسکے، ورنہ اس کی اماں جان نے آکر رونے کی وجہ ضرور معلوم کرنی تھی۔



یہ لے خنان بھائی آپ کی چائے۔ رجا ٹیبل پر چائے کا کپ رکھتے ہوئے بولی۔

نہیں چھٹکی اب میں جا رہا ہوں۔ مجھے کچھ ضروری کام یاد آ گیا ہے۔ میں بس تمہیں اتنا کہنے آیا تھا۔ کہ اپنی پیکنگ کر لینا۔ ہم کل کی فلائیٹ سے پاکستان جا رہے ہیں۔ انکل اور آنٹی کی فکر نہ کرنا ان سے میں کل ہی پر میشن لے چکا ہوں۔

خنان بھائی آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ ہم پاکستان جا رہے ہیں۔ وہ فوراً چمکتے ہوئے بولی۔

جی چھٹکی، اس کے چہرے پر خوشی کے تصورات دیکھ کر خنان بھی مسکراتے ہوئے بولا۔

لیکن خنان بھائی، شرم بھائی کو پتہ چلا وہ کبھی مجھے آنے نہیں دے گے۔ تم فکر نہ کرو، اسے ہم ابھی کچھ نہیں بتائے گے۔ اور اگر پتہ بھی چل گیا میں اسے سنبھال لوں گا۔ وہ رجا کو تسلی دیتے ہوئے بولا۔

اُوں خنان بھائی آپ کتنے اچھے ہیں۔ چلے ٹھیک آپ بھی اب جائے۔ میں  
 بھی اپنی پیکنگ کرنے جارہی ہوں۔ رجاء صوفے سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر  
 خوشی سے بولی اور فوراً وہاں سے کمرے کی طرف بھاگی۔  
 پاگل لڑکی، خنان اس کے بچپنے پر فوراً نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر بولا۔



شام ابھی ابھی اپنے فلیٹ پر آیا تھا۔ فریش ہونے کے لیے۔ کیونکہ شام کو  
 اسے آغا جان کے ساتھ خویلی کے لیے نکلنا تھا۔  
 وہ واش روم سے نہا کر نکلا اور ٹاول سے اپنے بال سکھا کر ٹاول کو اس کی جگہ پر  
 رکھا، اور خود بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔

وہ مسلسل کروٹوں پر کروٹیں لے رہا تھا۔ لیکن نیند اس کی آنکھوں سے  
 کوسوں دور تھی۔ اسے مسلسل ایسے کرتے ہوئے پندرہ سے بیس منٹ ہو

چکے تھے۔ اتنی تھکاوٹ کے باوجود اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ وجہ صرف اس کی ہر نی تھی۔

افسوس کہ ہر نی میں ایک دن تمہیں دیکھے بغیر کیسے گزاروں گا۔ شرم سیدھا لیٹتے ایک ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھتے ہوئے اس کے خیالوں میں کھوئے بولا۔ پھر کچھ سوچتے فوراً بیڈ سے اٹھا اور جوتے پہنتے باہر کی طرف بھاگا تھا۔

اب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا عفساء کے گھر کے سامنے کھڑا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے موبائل پر کسی کی کال آئی۔

ہیلو ہاں بولو کام ہو گیا۔ کال اٹھاتے ساتھ ہی شرم رعب دار آواز میں بولا۔ جی سر آپ اندر جاسکتے ہیں۔ کوئی بھی آپ کو نہیں روکے گا، اور سڑھیوں سے اوپر جاتے ہی سامنے والا کمرہ ہی میم کا ہے۔ دوسری طرف سے وہ تیزی سے بولا۔

اُوکے ٹھیک ہے۔ فون بند کرتے ہی وہ گاڑی سے اتر اور اندر کی طرف بڑا۔

شارم گھر میں داخل ہوا۔ تو پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ شاید سب اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے۔ اس نے موبائل کی لائٹ سے اپنے قدموں کا رخ سڑھیوں کی طرف کیا۔

شارم اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو اسے خیرت ہوئی۔ کیونکہ یہ واحد لائٹ جو اس کی ہرنی کے روم میں آن تھی۔

اُوں تو میری ہرنی کو اندھیرے سے بھی ڈر لگتا ہے۔ لیکن کوئی نہیں میری جان جب تم میرے پاس آؤں گی۔ میں تمہارے سارے ڈر دور کر دوں گا۔ وہ مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں بولا۔ اب وہ اپنا موبائل دوبارہ پاکٹ میں رکھ کر اس کے پاس ہی جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

اُف ہرنی کتنی بری بات ہے۔ میری نیند اڑھا کر تم خود سکون سے سو رہی ہو۔ شرم نے ایک ہاتھ اس کے تکیے کے پاس رکھا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں کی کچھ لٹو کو چہرے سے چھپے کرتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولا۔

عفساء کو نیند میں بھی اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش اور ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا۔ اسی وقت شام بھی جھکا اور اس کے چہرے کے نزدیک جا کر کان میں سرگوشی کی۔

کر اسے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اس وقت وہ سہمی ہوئی ہرنی کی طرح ہی اسے دیکھ رہی تھی۔

اچھا میری جان رونا "نا" میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں۔ لیکن اگر تم چیخنی نقصان تمہارا ہی ہو گا۔ شام اسے پھر سے رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ کر فوراً بولا اور ساتھ تنبیہ کرنا نہیں بھولا تھا۔

اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹایا تھا، اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔ اس کے ہاتھ ہٹاتے ہی عفساء بھی اٹھ کر بیٹھی اور تھوڑی سی پیچھے کی طرف کھسکی۔

ہرنی تم میرے سے اتنا ڈرتی کیوں ہوں۔ شام اسے پیچھے کھسکتے دیکھ کر بولا۔  
پ۔۔۔۔۔ پلیز آ۔۔۔۔۔ آپ یہاں۔۔۔۔۔ سے

ج۔۔۔۔۔ جائے۔ وہ بچکیوں کے درمیان روتے ہوئے بمشکل بولی۔

ہے ہرنی وائے آریو کرائنگ بے بی۔  
 - شرم اس کے تھوڑا اور نزدیک ہو کر بیٹھا۔ اپنے (crying baby)  
 ایک ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

اس دفعہ عفساء پیچھے کی طرف نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ اچھے سے جانتی  
 تھی۔ کہ اب اس نے ایسا کیا۔ تو پھر اسے غصہ آئے گا، اور وہ کہی غصے میں  
 اسے اپنے ساتھ نہ لے جائے اور اس وقت کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا، کہ  
 میں کڈنیپ ہوگی۔ کیونکہ وہ اس کے یہاں آنے کی یہی وجہ سمجھتی تھی۔  
 شرم شاید اس کا ڈر بھانپ گیا تھا۔ وہ سمجھتا بھی کیوں نہ۔ سامنے بیٹھی لڑکی  
 اس کی محبت، عشق، جنون سب کچھ تھی۔ اسکے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ  
 نے احاطہ کیا۔

ارے ڈونٹ وری ہرنی۔ میں یہاں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے نہیں آیا۔  
 میں بس اتنا کہنے آیا تھا۔ میں کل یہاں نہیں ہوگا۔ تو تم نے یونی میں اپنا بہت  
 سارا خیال رکھنا ہے میرے لیے۔ وہ اس کے روئی جیسے سفید گال سہلاتے

ہوئے بولا۔ جو اس کے ایسا کرنے سے تھوڑے سرخ ہو گئے تھے۔ اس کے لہجے میں فکر صاف جھلک رہی تھی۔

کیا سچ میں، خوشی کے مارے اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں تنبیہ دیکھ کر اس نے فوراً ڈرتے ہوئے اپنی نظریں نیچی کر لی۔ ہر نی ادھر دیکھو میری طرف۔ اس نے تھوڑی سی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔ ہر نی میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔ تم بہت معصوم ہو۔ میرا غصہ برداشت نہیں کر پاؤ گی، اور میں تم پر سختی کرنا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن تم بھی ہر دفعہ مجھے غصہ مت دلایا کرو۔ میری جان یہ تمہاری ننھی سی جان برداشت نہیں کر پائے گی۔ اس لیے اپنے ذہن میں بیٹھالو۔ کہ تم صرف شرم کی ہو اور شرم شاہ اپنی چیزوں کو لے کر بہت پوزیسو ہے۔ میں نہیں چاہتا تم میرے جانے پر خوش ہو۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ یہ کچھ دن کی بات ہے۔ جب مکمل طور پر تم میری ہو جاؤ گی۔ میں ہمیشہ کے لیے تمہیں اپنی دنیا میں لے جاؤں گا۔ اور جب تم ہر ٹائم میرے ساتھ رہو گی۔ تو تمہیں میری عادت ہو جائے

گی۔ شام دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ کر اسے اچھے سے باور کراتے ہوئے بولا۔ کہ وہ اس کی ہے اور وہ اسے کبھی بھی یہاں سے لے جائے گا۔ اس کی یہی جنونیت دیکھ کر وہ ڈر گئی تھی۔ رہی سہی کثر اس کے آخری لفظوں نے پوری کر دی تھی۔

ن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ میں آپ کے ساتھ کہی نہیں جاؤں گی۔  
 م۔۔۔۔۔ مجھے کہیں نہیں ج۔۔۔۔۔ جانا۔ مجھے اپنے بھیا اپنے ماما پاپا کے پاس ہی رہنا ہے۔ وہ فوراً اس کے ہاتھ جھٹکتے دوسری طرف سے بیڈ سے اتر کر نیچے جا کر کھڑی ہو گی۔ اور روتے ہوئے بولی۔  
 شام نے بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کیا۔

ہر فی فوراً اسے اپنی جگہ پر واپس آؤ۔ وہ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے اپنے غصے کو خطا القدر کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔  
 نہیں مجھے بھیا کے پاس جانا۔ وہ روتے ہوئے فوراً دروازے کی طرف بھاگی۔  
 اس سے پہلے وہ دروازہ کھولتی شام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فوراً اپنی طرف

کھینچا۔ یہ سب اتنا چانک ہوا۔ وہ اس کے سینے سے جا لگی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکا۔ اس کا وجود خوف کے مارے کانپ رہا تھا۔  
مجھے پلینز جانے دے، مم۔۔۔۔۔ میں آپ کی دنیا میں نہیں جانا چاہتی۔  
مجھے اپنے بھیا کے پاس رہنا۔ مجھے نہیں جانا چھوڑے مجھے۔ وہ اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے مسلسل ایک ہی بات دہرا رہی تھی۔ شام کو اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

چپ ایک دم چپ اب خبردار ہر فی تمہاری آواز نہیں آنی چاہیے۔  
شام نے ایک ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا۔ دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں رکھ کر اسے اپنے اور نزدیک کر کے نہایت سخت لہجے میں بولا۔ اس کا سانس سوکھ کر رہ گیا تھا۔

وہ اب پوری کی پوری اس کی قید میں بے بس تھی۔ جب کے آنسو مسلسل اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

ہر نی تم اب مجھے مجبور کر رہی ہو سختی کرنے پر جو میں تم پر کرنا نہیں چاہتا۔  
میرے واپس آنے تک تم اپنے دماغ میں یہ بات بیٹھالو۔ کہ تم صرف شام  
کی ہو، اور تم نے ہمیشہ میرے ساتھ رہنا ہے۔ اگر تم آرام سے نہ مانی تو  
ہر نی نہ چاہ کر بھی مجھے تمہارے ساتھ زبردستی کرنے پڑے گی۔ کیونکہ جو  
چیز شام شاہ کونہ ملے پھر وہ اسے سب سے چھین لیتا ہے۔ لیکن تم تو پھر  
شام کی ہر نی ہو، میری جان ہو تو خود سوچو تمہیں میں کیسے خود سے دور  
جانے دے سکتا ہوں۔ وہ اس وقت کوئی اور ہی شام لگ رہا تھا۔ اس کے  
لہجے میں جنونیت صاف جھلک رہی تھی۔ کہ وہ جو کہہ رہا ہے کر کے دکھائے  
گا۔ اس کی انگلیاں عفساء کی کمر میں پیوست ہو کر رہ گئی تھی۔  
شام نے ہلکے سے اس کی کمر سے ہاتھ نکالا اور اس کے ہاتھ چھوڑ کر تھوڑا  
دور کھڑا ہوا۔



بھیا کی جان کون آپ کو مجھ سے چھین لے گا۔ آپ ایسے کیوں بول رہی ہوں۔ وہ پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

اتنی دیر میں احمد اور عثما بھی کمرے میں آ گئے۔ اور اپنی جان سے پیاری بیٹی کو اس طرح دیکھ کر ان کا دل پسچ کر رہ گیا۔ لیکن اریش نے انہیں اشاروں ہی اشاروں میں کچھ بھی بولنے سے منع کیا۔

عفی میرا بچہ ادھر دیکھو میری طرف۔ اس نے عفساء کو اپنے سے الگ کرنا چاہا۔ کہ عفساء نے اس کی شرٹ اور سختی سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں بھینچ لی۔

ن۔۔۔۔۔ نہیں بھیا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے

پلیز۔۔۔۔۔ اپنے سے الگ نہ کرے۔ پھر وہ مجھے لے

جائے۔۔۔۔۔ یہ کہتے ساتھ ہی وہ اس کے بازوؤں میں جھول گئی۔

عفساء کے وجود میں کوئی حرکت محسوس نہ کر کے، اس نے فوراً اسے اپنے سامنے کیا۔ ایک پل کے لیے اس کا دل بند ہو کر رہ گیا۔

عفی۔۔۔۔۔ عفی میرا بچہ کیا ہوا۔ پلیز اپنی آنکھیں کھولو۔ دیکھو تمہارا بھیا ادھر ہی ہے تمہارے پاس۔ ایش پاگلوں کی طرح اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ آنسو مسلسل اس آنکھوں سے نکل کر عفساء کے چہرے پر گر رہے تھے۔

احمد اور عثما بھی پریشانی سے اس کی طرف بڑے۔

ایش نے جلدی سے اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔ اور ڈاکٹر کو کال کرنے لگا۔ جبکہ عثما اپنی بیٹی کے پاس بیٹھی پوری شدت سے رو رہی تھی۔

عثما سنبھالو خود کو ہماری بیٹی کو کچھ نہیں ہوگا۔ احمد اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

تھوڑی دیر میں ڈاکٹر بھی آگیا، اور اس کا چیک اپ بھی کرنے لگا۔

دیکھے انہوں نے کسی چیز کو اپنے دماغ پر بہت گہرا اثر لیا ہے۔ جیسے انہیں کسی چیز کا ڈر ہو، خوف ہو۔ اگر ایسا ہی رہا تو نروس بریک ڈاؤن ہونے کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ آپ پلیز انہیں زیادہ سے زیادہ خوش رکھنے کی کوشش کرے۔ ابھی تو میں نے انہیں سکون کا انجیکشن لگا دیا ہے۔ صبح تک انہیں ہوش آ جائے گا، اور یہ کچھ میڈیسن ہے انہیں ٹائم پر دے دیجئے گا۔ اب میں چلتا ہوں۔

احمد صاحب ڈاکٹر کو باہر تک چھوڑنے چلے گئے۔ جبکہ اریش عفساء کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر کی باتوں نے اسے کافی حد تک ڈرا دیا تھا۔ اس کے ذہن میں بس ایک ہی بات گونج رہی تھی۔ اگر ایسا ہی رہا تو نروس بریک ڈاؤن ہونے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ وہ یہ بات چاہ کر بھی اپنے ذہن سے نہیں نکال پا رہا تھا، اور وہ کافی دن سے عفساء کی عجیب سی حرکتیں محسوس کر رہا تھا۔ پتہ نہیں وہ کب تک ایسے ہی سوچوں میں مگن رہے گا۔ کہ احمد کی آواز پر چونکا۔ اریش بیٹا تم جاؤ کمرے میں جا کر کمرے میں آرام کرو۔

نہیں پاپا میں غفی کے پاس ہی رکوں گا۔ آپ لوگ جائے جا کر آرام کرے۔  
میں یہی ہوں۔

نہیں میں اپنی بچی کو چھوڑ کر کہی نہیں جاؤں گی۔ عشمہ روتے ہوئے بولی۔  
ماما پلیز میں ہوں یہاں۔ پلیز آپ جائے جا کر آرام کرے۔ اریش انہیں تسلی  
دیتے ہوئے بولا۔

ہاں عشمہ اریش ٹھیک کہہ رہا، اگر تم ادھر ہی بیٹھی رہی۔ تو رو کر تم اپنی  
طبیعت خراب کر لو گی۔ چلو میرے ساتھ۔ احمد نے اس کی بات کی تائید کی  
اور عشمہ کو لے کر کمرے سے چلے گئے۔

جبکہ کے اریش پیار سے مسلسل اپنی گڑیا کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ وہ تھوڑا  
جھکا اور پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ آج سہی معنوں میں وہ بہت ڈر گیا  
تھا۔



شارم آغا جان کے ساتھ خویلی کے لیے نکل چکا تھا۔ پورے راستے اس کا موڈ آف ہی تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار عفساء کا روتا ہوا چہرہ آرہا تھا، جو اسے بے چین کر دیتا۔ لیکن اس نے آغا جان کے سامنے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا ہوا تھا۔ لیکن اسے کیا پتہ تھا وہ بھی اس کے آغا جان تھے۔ وہ تو اس کے بدلے ہوئے انداز ہاسپٹل میں ہی محسوس کر چکے تھے، اور وہ خویلی پہنچتے ہی اس بارے میں اسے پوچھنے کا پورا ارادہ رکھتے تھے۔

گاڑی خویلی آکر رُکی تو اس کے ساتھ ہی پیچھے بہت ساری گاڑیوں کی گاڑیاں بھی آکر رُکی۔

اس مغرور شہزادے نے خویلی میں قدم رکھا۔ اس سے پہلے کے آس پاس کھڑے سروینٹ اس پر سُرخ پھولوں کی برسات کرتے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں منع کر دیا، اور انہیں فوراً وہاں سے جانے کے لیے کہا۔ جو اس کا اشارہ سمجھتے فوراً وہاں سے رُفو چکر ہوئے۔ کیونکہ وہ سب شرم کے غصے سے اچھی طرح واقف تھے۔

اسلام علیکم! بڑی امی وہ فوراً ان کی طرف بڑا اور اپنا سر جھکاتے ہوئے بولا۔  
وعلیکم اسلام! کیسا ہے میرا بچہ وہ پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے  
بولی۔

میں بالکل ٹھیک بڑی امی، اور میری بہن قصواء کیسی ہے۔ ان کے سوال کا  
جواب دے کر اب وہ قصواء کی طرف بڑھا تھا اور شفقت سے اس کے سر پر  
ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

میں بالکل ٹھیک شرم لالا۔ آپ کافی دن سے ہم سے ملنے کیوں نہیں آئے؟  
کیا آپ ہم سے ناراض ہے؟ اس نے فوراً منہ بناتے ہوئے شکوہ کیا۔  
نہیں قصواء ایسی کوئی بات نہیں بھلا کوئی بھائی اپنی بہن سے بھی ناراض ہو سکتا  
ہے۔ شرم نے فوراً اس کی غلط فہمی دور کی۔  
تو پھر کیوں نہیں آتے؟ اس نے استفسار کیا۔  
بس میں تھوڑا بزی تھا۔ لیکن اب پراس کرتا ہوں۔ کہ اب میں یہاں آتا  
جاتا رہوں گا۔

پکہ "نا"-----

ہاں ہاں پکہ میں اتار ہوں گا۔ شام اس کی چادر کے اوپر سے اس کے بال بگاڑتے ہوئے بولا۔ جس کی وجہ سے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ قصواء کا کوئی بھائی نہیں تھا۔ لیکن جب سے شام آیا تھا اسے کبھی بھائی کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔

اچھا شام بیٹا تم تھک گئے ہو گے۔ جاؤ جا کر فریش ہو جاؤ۔ اتنی دیر میں، میں تمہارے لیے کھانا لگواتی ہوں۔

اُو کے بڑی امی۔ اس نے مسکرا کر جواب دیا، اور فوراً وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ فریش ہو کر نیچے آیا۔ تو سب ڈائننگ ٹیبل پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔ کھانے کی ٹیبل پر بڑا اہتمام کیا گیا تھا۔ سب شام کی پسند کی ڈیشیز بنائی گئی تھی۔

کھانا خاموشی کے ساتھ کھایا گیا۔ شام کھانا کھا کر وہاں سے اٹھ کر جانے ہی لگا کہ آغا جان کی آواز پر فوراً رکا۔

شام میرے کمرے میں آؤ۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔

شام اپنے کمرے کی بجائے سیدھا ان کے کمرے کی طرف گیا۔  
آغا جان آپ نے مجھے بلایا، کوئی ضروری بات کرنی تھی۔ کمرہ ناک کر کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا، اور سیدھا ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔  
کون ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انہوں نے بنا تمہید باندھے بات کا آغاز کیا۔  
کک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کون آغا جان آپ کس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔  
وہ پورے کونفیڈینٹ کے ساتھ بولا۔ جبکہ اسے پتہ تو چل گیا تھا وہ کس بارے بات کر رہے ہیں۔

شام میں تمہارا آغا جان ہوں۔ تمہارے باپ کا بھی باپ۔ تمہارے بدلے ہوئے انداز تو میں اسی دن ہی سمجھ گیا تھا۔ جب تم ہاسپٹل میں تھے۔ اب جلدی سے بتاؤ، وہ لڑکی کون ہے جس سے تم رات کو ملنے گئے تھے۔ وہ تشویش زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

میں اچھے سے جانتا ہوں یہ سب آپ کو کس نے بتایا ہو گا۔ آپ نے اس رضا کو پھر سے میرے پیچھے جاسوسوں کی طرح لگا دیا ہے۔ آغا جان میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ کہ کسی دن اس نے میرے ہاتھوں سے قتل ہو جانا ہے۔ وفادار ملازم وہ آپ کا ہو گا۔ اگر میرے ساتھ کھیل کھیلا تو زندہ نہیں بچے گا۔ وہ آنکھوں میں غضب و غصہ لیے سخت لہجے میں بولا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ وہ اس کے سامنے ہوتا۔ تو واقع ہی اس کا قتل کر دیتا۔

خبردار تم نے اسے کچھ کہا، اور جس سوال کا میں نے جواب پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ وہ ابھی بھی اپنی بات پر اٹکے ہوئے تھے۔

ہاں کرتا ہوں، میں اس سے پیار اور وہ بھی جنون کی حد تک۔ اسے پانے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں کچھ بھی۔ وہ ایک دم کھڑے ہوتے ہوئے اونچی آواز میں بولا۔ انہیں اس کی آنکھوں اور اس کے چہرے پر جنونیت صاف دیکھائی دے رہی تھی۔ اس کا اس لڑکی سے اس قدر جنون دیکھ کر

ایک پل کے لیے آغا جان کو بھی اس سے ڈر محسوس ہوا۔ لیکن انہیں تحمل سے کام لینا تھا وہ شام کی ضدی طبیعت سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔

شام ادھر میرے پاس آکر بیٹھو۔ وہ اس بار رعب سے بولے۔

اس نے ایک پل ان کی طرف دیکھا۔ پھر بنا کچھ بولے بیٹھ گیا۔

کیا وہ لڑکی بھی تم سے محبت کرتی ہے۔ اس کے بیٹھتے انہوں نے دوبارہ اپنی بات کا آغاز کیا۔ پتہ نہیں وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ وہ جو کچھ سوچ رہے ویسا کوئی جواب انہیں سننے کو ملے۔

نہیں پتہ نہیں آغا جان لیکن اگر نہیں بھی ہے۔ تو شادی کے بعد اسے مجھ سے ہو جائے گی۔ میں بس اتنا جانتا ہوں وہ صرف میری ہے۔ اگر کسی نے اسے مجھ سے چھیننے کی کوشش کی میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ وہ غصے اور اٹل لہجے میں بول کر وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ صدام شاہ پیچھے سے اس کی پشت کو دیکھتے رہ گئے۔ پتہ نہیں انہیں شام کے ارادے ٹھیک نہیں لگ

رہے تھے۔ اب جو کچھ بھی کرنا نہیں ہی کچھ کرنا تھا۔ وہ نہیں چاہتے شام  
غصے میں کچھ ایسا قدم اٹھا دے۔ کہ بعد میں اسے پچھتا نا پڑے۔



عفساء نے ہلکے ہلکے اپنی آنکھیں کھولی۔ تو سامنے سب سے پہلے اپنے بھیا کا  
چہرہ دیکھا۔ جو چیر پر بیٹھا اس کے بالوں میں آہستہ آہستہ ہاتھ پھیر رہا تھا۔  
اٹھ گیا میرا بچہ اریش اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر مسکراتے ہوئے بولا۔  
بھیا آپ یہاں؟ وہ آنکھوں میں خیرت لیے بولی۔  
جی رات کو میرے بچے کی طبیعت خراب ہو گئی تھی "نا"۔ وہ پیار سے اس  
کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

رات والی بات پر۔ عفساء کی آنکھوں کے سامنے دوبارہ وہ سب منظر چلنے لگا۔  
آنکھوں میں دوبارہ آنسو جمع ہونے لگے۔ اس نے ڈر کے مارے دونوں  
ہاتھوں سے بیڈ شیٹ کو دبوا دیا۔ یہ سب منظر اریش کی آنکھوں سے چھپانہ رہ

سکا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ ایسی کیا بات ہے کہ جس نے عفساء کو خوف میں اس قدر مبتلا کر دیا تھا، اور وہ کس سے ڈر رہی تھی۔

عفی میرا بچہ کوئی بات ہے جو آپ اپنے بھیا سے شئیر کرنا چاہتی ہو۔ اریش اس کا ایک ہاتھ پکڑتے ہوئے محبت سے بولا۔

اس نے فوراً اپنے بھیا کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں کچھ بتاتی کہ اس کے ذہن میں شرم کی باتیں گونجی۔

اچھا پھر پتہ ہے کیا ہوگا۔ تمہارے بھیا اور میرے درمیان بہت لڑائی ہوگی، اور آخر میں جیت کس کی ہوگی "شرم شاہ کی"۔ کیونکہ شرم شاہ نے کبھی ہارنا نہیں سیکھا۔ اپنی ہرنی کے معاملے میں بالکل بھی نہیں۔ ہرنی صرف شرم شاہ کی ہے وہ صرف شرم شاہ کے لیے بنائی گئی ہے۔ اگر کوئی ہمارے درمیان آیا پھر کسی نے تمہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کی۔ تو اسے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ پھر چاہے وہ تمہارا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔



اریش نے خیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ آج خود یونیورسٹی جانے کی بات کر رہی تھی۔ جبکہ عفساء اپنے بھیا کو اچھے سے جانتی تھی۔ اگر وہ گھر رکتی تو اس کے بھیا نے کسی نہ کسی طرح رات کے بارے میں پوچھ لینا تھا۔ اس لیے وہ یونیورسٹی جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ اریش کو شمارم کے بارے میں بتا کر اپنے بھیا کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتی تھی۔

اریش نے اس بار بھی کوئی سوال نہیں کیا۔ کہ وہ آج یونیورسٹی جانے کے لیے کیسے مان گئی۔

عفی میرا بچہ آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک۔

بھیا میں ٹھیک ہوں۔ میں یونی جاؤں گی تو وہاں فریش فیل کروں گی۔ پلینز مجھے جانے دے۔ وہ ان کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن وہاں تم نے بہت سارا اپنا خیال رکھنا ہے۔ وہ اسے تنبیہ کرتے ہوئے بولا۔

اس نے آگے سے معصومیت سے مسکرا کر سر ہلایا۔



شام جو اوندھے منہ بیڈ پر لیٹا سو رہا تھا۔ کہ موبائل کی رنگنگ کی آواز نے اس کی نیند میں خلل ڈالا۔ جس کی وجہ سے اس کے ماتھے پر بل پڑے۔ اس نے ایسے ہی لیٹے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا۔ اس سے پہلے کے وہ غصے سے سامنے والے کو کچھ سُناتا۔ کہ آگے سے جو اسے سننے کو ملا۔ اس نے فٹ سے اس کی نیند اڑادی۔ وہ فوراً غصے سے بھرا بیڈ سے اُتر اور واش روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ فریش ہو کر باہر آیا، اور جلدی سے اپنے شوز پہنے۔ اب اس کا رخ باہر کی طرف تھا۔ جیسے تیسے کر کے وہ رش ڈرائیونگ کر کے ایئر پورٹ پہنچا۔ سامنے ہی اسے ایئر پورٹ کے باہر رجا اور خنان کھڑے نظر آئے۔ اس نے فوراً ان کے پاس گاڑی رُکی، اور فوراً اسے گاڑی سے نکل کر شام نے خنان کے منہ پر موقعہ رکھ کر مارا۔ رجا کے دونوں ہاتھ بے ساختہ اپنے منہ پر گئے اور خوف کے مارے آنکھیں

پھیلیں۔ جبکہ اس نے آگے سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا۔ جیسے اسے شام سے اسی چیز کی اُمید تھی۔

اپنے دانت اندر کر لے ورنہ ابھی توڑ دوں گا۔ اس نے خون بھری آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے وارن کیا۔

کیا ضرورت تھی تمہیں میری بہن کو پاکستان لانے کی۔ اگر تو نے آنا تھا تو خود آتا میری بہن کو کیوں لے کر آیا۔ وہ غصے کی شدت سے بھڑک اٹھا۔ پہلی بات رجا کو میں صرف نمرہ آنٹی کے کہنے پر لے کر آیا ہوں۔ کیونکہ آغا جان اس سے ملنا چاہتے تھے، اور انہوں نے تو اس کا ڈمیشن بھی یہاں شہر کے کالج میں کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ وہ اب اپنی پوتے اور پوتی سے دور نہیں رہیں نا چاہتے۔

ہاں انہوں نے بس اپنے بیٹے اور بہو کو معاف نہیں کرنا۔ باقی ان کے بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔

اُوے یار تمہیں اتنا غصہ کس چیز پر آرہا ہے۔ اس بات پر کہ میں تمہاری بہن کو یہاں پر لے کر آیا پھر اس بات پر کہ آغا جان نے اس کا ڈمیشن یہاں کرا کے تمہارے یہاں سے واپس کینڈا جانے کے سارے راستے مسدود کر دیے۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر چڑانے والی مسکراہٹ لیے بولا۔

یہ اپنے دانت اندر کر لے انہیں توڑنے میں مجھے پل بھی نہیں لگے گا، اور رہی بات یہاں سے واپس جانے کی تو کسی میں ابھی اتنی ہمت نہیں ہے۔ کہ وہ شرم شاہ کو روک کر دیکھائے۔ میں بس یہاں ایک کام کے لیے رُکا ہوا ہوں۔ وہ ہو جائے پھر ڈونٹ وری یہاں سے جانے میں ایک پل بھی نہیں لگاؤں گا۔ شرم نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا۔

دوسری طرف خنان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سمٹی۔ پتہ نہیں کیوں شرم کی مسکراہٹ اسے کسی خطرے کا الارم دے رہی تھی۔

جب کے وہ اب بنا کچھ کہے اپنی ہر فی کے خیالوں میں کھو کر مسکراتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ خنان نے اپنا اور رجا کا سامان گاڑی کی ڈکی میں رکھا، اور آگے اس کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔

شارم بھائی مجھے آپ کا موبائل مل سکتا ہے۔ مجھے قصواء سے بات کرنی ہے۔ رجا گاڑی چلاتے شرم سے بولی۔

جس نے بنا کچھ بولے پوکٹ سے موبائل نکال کر اسے پکڑا دیا۔ قصواء کے نام پر خنان کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

رجا نے جو نہی موبائل اوپن کیا۔ کہ سامنے ایک لڑکی کی تصویر دیکھ کر اس کی آنکھیں خیرت سے پھیلیں، اور وہ تصویر میں بھی اتنی پیاری اور معصوم لگ رہی تھی کہ ایک پل کے لیے رجا بھی اسے دیکھتی رہ گئی۔ واؤ اس سو بیوٹیفل بھیا یہ پیاری سی لڑکی کون ہے۔

اس کی بات پر شرم کے پاؤں بریک پر لگے اور اس نے فوراً پیچھے مڑ کر اس کے ہاتھ سے موبائل چھین کر دوبارہ پاکٹ میں رکھا۔

کوئی بھی نہیں ہے وہ دوبارہ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ لیکن اس سارے معاملے میں خنان خیرت اور آنکھوں میں بہت سے سوال لیے اسے دیکھ کر رہا تھا۔ اب اسے سمجھ آیا تھا وہ کس کام کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ لیکن وہ بعد میں اس سے اس بارے میں پوچھنے کا پورا ارادہ رکھتا تھا۔

شارم بھائی بتائے نہ یہ کون ہے؟ کیا یہ میری بھابھی ہے؟ پلیز شرم بھائی بتائے "نا"۔ وہ مسلسل اس کے کندھے ہلاتے ہوئے بولی۔

رجاء پلیز کیپ کوائٹ۔ اب مجھے تمہاری آواز نہ آئے۔ اب کی بار وہ غصے سے بولا۔ جس کی وجہ سے وہ ڈر کر فوراً پیچھے ہوئی، اور منہ بھلا کر بیٹھ گئی۔

شارم نے مرر میں اسے دیکھا تو اسے خود پر شدید غصہ آیا۔ پتہ نہیں کیوں آج اسے بات بات پر غصہ آرہا تھا۔ شاید اس کی وجہ آج اپنی ہر نی کونہ دیکھنے کی تھی۔

اچھا رجاء اپنا موڈ ٹھیک کرو۔



جنونی انداز میں بولا۔ اس کا جنون آہستہ آہستہ شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ جو پتہ نہیں کتنی ہی زندگیوں کو برباد کرنے والا تھا۔

جبکہ دوسری طرف رجا اپنے کیوٹی سے ملنے کے پلین بنانے لگی۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی۔ اس کا بھائی اپنی چیزوں کو لے کر بہت پوزیسو تھا، اور وہ اسے اپنی کیوٹی سے کبھی بھی ملنے نہیں دے گا۔ رجا نے تو اسے کچھ ہی دیر میں نام بھی دے دیا تھا۔ کیونکہ وہ اسے بہت معصوم اور کیوٹ سی ہی لگی تھی۔ شاید دونوں بہن بھائی جنونی اور ضدی تھے۔

وہ تینوں اپنی اپنی سوچوں میں مگن تھے۔ ایسے میں سفر کب کٹا۔ انہیں پتہ ہی نہیں چلا۔ خویلی پہنچتے ہی رجا سب سے پہلے اپنی تائی سے ملی۔ جنہوں نے اسے بہت سارا پیار کیا۔ اب وہ ان سے آغا جان کا کمر اپو چھتی فوراً ان کے کمرے کی طرف بھاگی۔ جس پر انہوں نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا۔

! اسلام علیکم آنٹی

و علیکم السلام کیسے ہو خنان بیٹا۔ اب کی بار وہ اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

اللہ کا شکر ہے آنٹی۔ میں ٹھیک ہوں۔ اس نے خوش دلی سے جواب دیا۔ جبکہ اس کی نظریں کسی اور کی ہی متلاشی تھی۔ جو ناجانے کہاں چھپ کر بیٹھی تھی۔

شارم بیٹا اسے گیسٹ روم میں چھوڑ جاؤ۔ بچہ کافی تھکا ہوا ہے، اور لمبا سفر کر کے آیا ہے۔

جی بڑی امی، میں ابھی آپ کے بچے کی تھکاوٹ اتارتا ہوں۔ شرم ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ آخری الفاظ اس نے دل میں ہی کہے۔

چلے شرم اسے کھینچتے ہوئے وہاں سے لے گیا۔

یہ رہا تیرا کمرہ، بعد میں بات کرتے ہیں۔ شرم اسے کچھ بولنے کے لیے منہ کھولتے دیکھ کر فوراً بولا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ خنان اسے کیا پوچھنا چاہتا تھا۔ لیکن اس وقت وہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا

چاں تا تھا۔ اور اس کی کچھ بھی سنے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ خنان نے اسے بے بسی سے جاتے دیکھا، اور کمرے میں داخل ہو کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

نمرہ نے جو قصواء کو ملازمہ سے گیسٹ روم کی صفائی کروانے کے لیے کہا تھا۔ تقریباً اس نے ملازمہ سے سارا کمرہ صاف کر والیا تھا۔ اس لیے اس نے ملازمہ کو پہلے ہی کمرے سے بھیج دیا تھا۔ اب وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کر کے خود بھی جانے ہی لگی تھی۔ کہ سامنے کسی کو دروازہ بند کرتے دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گے۔ خنان بھی اسی وقت پیچھے مڑا کہ سامنے اسی دشمن جاں کو دیکھ کر اس کے من کی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ لیکن وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کہ جسے آج تک وہ تصویر میں دیکھتا آیا تھا۔ وہ حقیقت میں اتنی زیادہ بھی خوب صورت ہو سکتی ہے۔

جبکہ قصواء اسی فون والے لڑکے کو اپنے سامنے دیکھ کر لگا۔ کہ ابھی گری تب گری۔ اس کے پیروں میں جان باقی نہیں رہی تھی۔ اسے ایسا لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔ اس نے جلدی سے اپنے چہرے پر دوپٹے سے نقاب کیا۔ خنان کو اس کی یہ حرکت بالکل پسند نہیں آئی تھی۔ ابھی تو اس نے اسے جی بھر کر دیکھا بھی نہ تھا، اور وہ لڑکی ہر دفعہ اس کے جذبوں پر پانی پھیر دیتی تھی۔

قصواء اس کے ماتھے پر پڑے بلوں کو بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے بے ساختہ نظریں چرائی۔ کیونکہ وہ مسلسل اس کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی، اور وہ بار بار نظریں اٹھا کر دروازے کو دیکھتی جیسے وہ کسی بھی طرح یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ لیکن اسے دروازے میں خائل دیکھ کر اس کی ہمت نہیں تھی۔ اس کے پاس جاتی۔

خنان نے ٹرانس کی کیفیت میں اپنے قدم اس کی طرف بڑھائے۔

اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر اسے سہی معنوں میں اسے ڈر محسوس ہوا۔ اس نے اپنے قدم پیچھے کی طرف لیے۔

دیکھ۔۔۔۔۔ دیکھے آپ مم۔۔۔۔۔ میرے پاس کیوں آرہے ہیں۔ اگر آپ نے ایک۔۔۔۔۔ ق۔۔۔۔۔ قدم بھی آگے بڑھایا۔ تو مم۔۔۔۔۔ میں شور مچا دوں گی۔ اس نے اپنے قدم پیچھے لیتے ہوئے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں اسے دھمکی دی۔

اس کی دھمکی سن کر خنان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اوکے مچاؤ شور۔ وہ اچھے سے جانتا تھا۔ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی۔ اس لیے خنان نے اس سے جان بوجھ کر ایسا کہا۔

جبکہ وہ مسلسل اپنے قدم پیچھے کی طرف لے رہی تھی۔ کہ نیچے پاؤں میں وہ کسی چیز کے آنے کی وجہ گرنے ہی لگی تھی۔ کہ اسی وقت خنان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

قصواء نے فوراً ڈر کے مارے آنکھیں بند کی اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ اس سارے وقت میں ایک بار پھر اس کا نقاب اتر چکا تھا۔ خنان کا ایک ہاتھ اس کی کمر میں، دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور وہ اس کے اتنے نزدیک تھی۔ کہ وہ یک ٹک اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

قصواء کا ایک ہاتھ اس کے شولڈر پر تھا۔ اور دوسرا اس کے ہاتھ میں۔

ہے قص تم اب ٹھیک ہو۔ پلیز اپن یور آنرزمیری جان۔

اپنے اتنے نزدیک کسی کی آواز سن کر اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولی۔ تو اپنے سامنے اسی شخص کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گے۔ وہ اس کے اتنے نزدیک تھا کہ قصواء کے شرم کے مارے گال دھک اٹھے۔ کچھ یاد آنے پر اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھا۔ تو اس کا نقاب اتر چکا تھا۔ اس کی کانچ سی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔ کیوں کے یہ تیسری بار تھا کہ وہ اس کے سامنے بغیر نقاب کے کھڑی تھی۔ اس نے مذاہمت کرتے ہوئے دور ہونا

چاہا۔ کہ خنان نے اس کی کمر پر پکڑ سخت کی اور ایک جھٹکے سے اسے اور قریب کیا۔

قص جی اتنی بھی کیا جلدی ہے میں نے تو ابھی آپ کو جی بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر ہمارا لود لہجے میں بولا۔

وہ اس کی سانسوں کی تپش بخوبی اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔  
چھوڑے مجھے دیکھے پلینز مجھے جانے دے۔ آپ کو شرم آنی چاہیے ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔ میں آپ کی بہنوں کی طرح ہوں۔ وہ مسلسل مذاہمت کرتے ہوئے بولی۔

استغفر اللہ لڑکی میں یہاں تم سے نکاح کرنے تُلّا ہوا ہوں اور تم مجھے بھائی بنا رہی ہو۔ وہ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے ہوئے بولا۔

اس کے چھوڑتے ہی قصواء نے فوراً دوپٹے سے نقاب کیا۔ جبکہ اس نے نکاح والی بات سنی ہی کب تھی۔ اسے تو اس وقت یہاں سے جانے کی جلدی تھی۔ وہ فوراً دروازے کی طرف بھاگی۔ ابھی اس نے دروازے کے ہینڈل پر

ہاتھ رکھا ہی تھا۔ کہ اسی وقت خنان اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا اور اس کے اسی ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ قصواء کا سانس اٹکا۔

قص میری جان ابھی تو میں جانے دے رہا ہوں۔ لیکن اب میں ادھر ہی ہوں، اور ہماری ملاقات ہوتی رہے گی۔ اس لیے میرے سے چھپنے کی غلطی مت کرنا۔ تم مجھ سے چھپ نہیں سکتی۔ اس نے تھوڑا جھکتے ہوئے پیچھے سے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی، اور پھر فوراً پیچھے ہوا اور مسکراتے ہوئے سٹی کی دھن بجاتے ہوئے واش روم میں بند ہو گیا۔ جبکہ قصواء بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ فوراً وہاں سے بھاگی۔



بولور ات کو کون آیا تھا گھر میں۔ ورنہ ایک منٹ نہیں لگاؤں گا۔ تمہاری سانسیں نکالنے میں۔ اریش آنکھوں میں تند و تیز غصہ لیے مسلسل گارڈ پر بھرس رہا تھا۔

اریش بیٹا کیا ہو گیا۔ پلیز تحمل سے کام لو۔ احمد نے اسے سمجھانے کی بھرپور کوشش کی۔ جبکہ وہ یہ بات اچھے سے جانتے تھے۔ کہ وہ عفساء کے معاملے میں کتنا کنسرن تھا۔

پاپا پلیز آپ یہاں سے جائے۔ کیا آپ کو نہیں پتہ رات کو اس کی کیا حالت ہو گی تھی۔ وہ کتنا ڈری ہوئی تھی۔ اس نے آج پہلی دفعہ مجھ سے جھوٹ بولا پاپا۔ مجھ سے کچھ چھپایا۔ پاپا کوئی تو بات ہے جو وہ ہم سے چھپا رہی ہے، اور وہ بات میں پتہ لگوا کر رہوں گا۔

اور تم اگر بعد میں مجھے پتہ چلا نہ ان سب میں تم بھی شامل تھے۔ تو یاد رکھنا اس دنیا میں تم مجھے نظر نہیں آؤ گے۔ تمہارا وہ حال کروں گا۔ کہ تمہیں اپنے پیدا ہونے پر افسوس ہو گا۔ وہ اب گارڈ کی طرف دیکھتے اسے انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے بولا۔ غصہ جو تھا کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

جبکہ بیچارہ گارڈ مسلسل ہاں میں سر ہلا رہا تھا۔ وہ تو اس وقت کو پچھتا رہا تھا۔ کہ چند پیسوں کے لیے اس نے اریش جیسے انسان سے دشمنی پال لی تھی۔ جبکہ وہ یہ بات جانتا تھا۔ کہ وہ اپنی بہن کے معاملے میں کوئی کوتاہی کوئی غلطی معاف نہیں کرتا تھا۔

اریش اسے گھورتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی اس گارڈ نے اپنے ماتھے پر آیا پسینہ فوراً صاف کیا۔



عفساء پیچھے والی رو میں بیٹھی مسلسل اپنی سوچوں میں گم تھی۔ آج وہ شام والی سیٹ پر نہیں بیٹھی تھی۔ اس کی بڑی وجہ شام کی یہاں نا موجودگی تھی۔ لیکن آج وہ پھر بھی خوش نہیں تھی۔ کیونکہ اس کی ساری خوشی وہ رات کو ہی چھین کر لے گیا تھا۔ اسے بس ایک ہی ڈر کھائے جا رہا تھا۔ کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔ آنکھوں کے آنسو بہتے چلے جا رہے تھے۔ صبح کا ٹائم تھا۔

اس لیے ابھی تک کلاس میں کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ اس لیے وہ ابھی جی بھر کر رو سکتی تھی۔

رمل کلاس میں داخل ہوئی۔ تو اس وقت کلاس میں کوئی بھی نہیں تھا۔ سوائے ایک لڑکی کے جو پیچھے والی رو میں بیٹھی شاید رو رہی تھی۔ اسے خیرت ہوئی۔ اس کا نیو ایڈ میشن تھا۔ دو دن کسی کام کی وجہ سے وہ یونی نہیں آ سکی تھی۔

اس نے فوراً اپنے قدم اس کی طرف بڑھائے۔  
ہے آریو اوکے۔ وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔  
عفساء نے فوراً ڈرتے ہوئے اپنی نظریں اٹھائی۔

وہ بھیگی ہوئی آنکھوں سے چہرے پر معصومیت لیے اسے دیکھ رہی تھی۔  
اس کے چہرے پر اس قدر معصومیت تھی۔ ایک پل کے لیے رمل بھی خیران رہ گئی، اور اس کی آنکھوں میں اسے کسی چیز کا خوف نظر آیا تھا۔ کس چیز کا وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

تم ٹھیک ہو؟ اس نے ایک بار پھر پوچھا۔

عفساء نے نظریں نیچے کر کے ہاں میں سر ہلایا۔ اور جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔ رمل نے اس کے ساتھ پڑی خالی چیر کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

میرا نام رمل ہے۔ تم مجھے رمی، رما، رمو کچھ بھی بلا سکتی ہو۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے؟ رمل نان سٹاپ بولتے ہوئے بولی۔ جو کہ اس کی طبیعت کا اثاثہ نہ تھا۔ لیکن اس کی دوستی بہت کم ہی لوگوں سے ہوتی تھی۔ لیکن جس سے ہوتی پوری ایمانداری سے بناتی تھی۔

عفساء "اس نے نظریں نیچی کیے ہی جواب دیا۔"

واؤ نائس نیم۔ بالکل تمہاری طرح تمہارا نام بھی بہت پیارا ہے۔

تو کیا عفساء تم مجھ سے دوستی کرو گی۔ وہ فوراً مسکراتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی۔

عفساء نے ایک نظر اسے اور ایک نظر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ پھر جھجکتے ہوئے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جبکہ وہ یہ بات بالکل بھول گئی تھی۔ شام نے اسے کسی سے بھی دوستی کرنے سے منع کیا تھا۔ ہم اب تو ہماری دوستی بھی ہو گئی۔ اب جلدی سے اپنے رونے کی وجہ بھی بتاؤ۔ کیا ہوا تھا جو تم رو رہی تھی۔

اس کے سوال پر دوبارہ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات چھائے تھے۔ جو رمل نے بخوبی محسوس کیے۔

سوری تم کیا سوچ رہی ہو گی۔ کہ میں کتنی چپکولڑکی ہوں۔ پہلے زبردستی تمہارے ساتھ بیٹھ گئی۔ پھر دوستی بھی کر لی۔ اب کچھ زیادہ ہی پرسنلی ہو رہی ہوں۔ وہ چیر سے اٹھتے ہوئے بولی۔

نن۔۔۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر  
 عفساء نے فوراً اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر رکا۔ رمل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ  
 نے احاطہ کیا۔ آخر کار اس کی ایکٹینگ کارآمد ثابت ہوئی تھی۔ لیکن جلدی  
 سے اس نے اپنی مسکراہٹ کو چھپایا۔ اور سوالیہ نظروں سے اس کی طرف  
 دیکھا۔



آغا جان

رجاء کمرے میں آئی۔ تو سامنے ہی اسے اپنے آغا جان بیڈ پر لیٹے ہوئے نظر  
 آئے۔ وہ فوراً ان کی طرف لپکی، اور ان کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے۔ ان کا  
 ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے۔ آنکھوں میں آنسو لیے انہیں پکارا۔

صدام شاہ جو آنکھیں موندے لیٹے ہوئے تھے۔ کہ اپنے ہاتھوں پر کسی کا لمس محسوس کر کے انہوں نے ہلکے ہلکے اپنی کھولی۔ تو اپنے سامنے رجاء کو دیکھ کر خوشی کے مارے ان کی آنکھیں چھلک پڑی۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھے۔

ر۔۔۔۔۔ رجاء تم رجاء ہو "نا"۔ میری پوتی؟ انہوں نے جھریوں سے کانپتے ہوئے ہاتھ اس کے چہرے پر رکھے۔

جی آغا جان میں رجاء آپ کی پوتی۔ وہ اپنے چہرے پر رکھے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوری شدت سے روتے ہوئے بولی۔

میرے بچہ میری پوتی۔ تم آگئی۔ کیا تمہیں اپنے آغا جان کی کبھی یاد نہیں آئی۔ تم نے آنے میں اتنی دیر کیوں کر دی۔ وہ روتے ہوئے کبھی اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے کبھی اس کے ہاتھ چومتے۔ روتے ہوئے شکوہ کن لہجے میں بولے۔

آغا جان آپ نے بھی تو مجھے کبھی نہیں بلایا۔ آپ نے کیوں ہمیں بلانے میں اتنی دیر کر دی۔ اس نے بھی آنکھوں میں آنسو لیے استفسار کیا۔

ایم سوری آغا جان میرا ارادہ آپ کو دکھ پہنچانا نہیں تھا۔ انہیں شرمندہ دیکھ کر وہ فوراً بولی۔

اچھا آغا جان اب بہت ہوگی سیڈ بھری باتیں۔ اب میں آگئی ہوں "نا"۔ اب آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

میں اب اپنی پوتی کو کہی جانے بھی نہیں دوں گا۔  
ان کی بات پر رجا کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔



رمل کی کسی بات پر عفساء مسکراتے ہوئے کلاس سے باہر آئی۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ عفساء اپنے بھیا اور فیملی کے علاوہ کسی بات پر مسکرائی تھی۔ ورنہ جب سے وہ شرم سے ملی تھی ہنسنا ہی بھول گئی تھی۔ اس کی اتنی ہی دیر میں رمل سے بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ اس میں زیادہ ہاتھ رمل کا ہی تھا۔



اچھا ٹھیک ہے لیکن رونا تو بند کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

پھر دونوں باہر کی طرف بڑھ گئی۔ سامنے ہی عفساء اپنے بھیا کے ساتھ کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی کے تاثرات چھائے۔ جو رمل نے بھی محسوس کیے، اور اس کی نظروں کے تعاقب دیکھنے ہی والی تھی۔ کہ اپنے موبائل پر آتی کال کی طرف متوجہ ہوئی۔

اچھا عفساء میں چلتی ہوں۔ میرا ڈریور آگیا ہے۔ اس نے اس کی طرف دیکھ کر اجازت چاہی، اور اسے گلے لگا کر فوراً وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی عفساء بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی جہاں اس کے بھیا سی کا انتظار کر رہے تھے۔

عفی میرا بچہ کیسا ہے اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ اریش پریشانی سے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

اب میں ٹھیک ہوں بھیا۔ عفان کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

عفو کیسی ہو۔ کیا اب اپنے دوست سے بھی نہیں ملو گی۔ عفان نے شکوہ کیا۔  
نہیں تم کو میری زرہ یاد نہیں آئی۔ تم اتنی لیٹ کیوں آئے۔ وہ سینے پر دونوں  
ہاتھ رکھتے منہ بناتے ہوئے بولی۔

اچھا نہ اب اپنے دوست کو معاف کر دو "نا"۔ وہ اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے  
بولا۔

عفساء اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو اچھے سے سمجھ گئی تھی۔ اس نے ایک نظر  
اسے دیکھا پھر کچھ سوچتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اب کی بار  
عفساء نے اپنا وہی ہاتھ اٹھا کر ویسے ہی سیدھا کیا اور عفان نے اپنا ہاتھ اس کے  
ہاتھ پر رکھ دیا۔ پھر دونوں نے زور سے ایک دوسرے کی ناک دبایا۔ ایسا  
کرتے ہوئے دونوں کا بھرپور قہقہہ وہاں گونجا۔

عفساء کو اس طرح ہنستے دیکھ کر اریش کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل  
گئی۔ وہ اچھے سے جانتا تھا عفساء عفان کے ساتھ ہمیشہ خوش رہیں تھیں۔

اگر اب آپ دونوں کا ہو گیا۔ تو گھر چلے۔ ایش ان کی طرف دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

دونوں نے ہاں میں سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئے۔



شارم جو بیڈ پر جوتوں سمیت لیٹا۔ موبائل پر عفساء کی تصویریں دیکھنے میں مصروف تھا۔ کہ اسی وقت اس کے موبائل پر میسج کی ٹون بجی۔ اس نے اپن کیا تو شاید وہ کوئی ویڈیو تھی۔ جو اس کے آدمیوں میں سے ایک نے بھیجی تھی۔ یہ وہی گارڈز تھے۔ جنہیں شارم نے اپنی ہر نی کا خیال رکھنے کا کہا تھا۔ جوں جوں شارم ویڈیو دیکھتا جا رہا تھا۔ اس کا پارہ آسمان کو چھوتا جا رہا تھا۔ یہ وہی ویڈیو تھی۔ جس میں اس کی ہر نی نے ایک لڑکے ہاتھ پر ہاتھ مارا، پھر اس لڑکے نے بھی وہی کام دہرایا تھا۔ اب دونوں نے ایک دوسرے کی ناک کو دبایا تھا۔

یہ سب دیکھتے ہوئے شام کا بس نہیں چل رہا تھا۔ اس لڑکے کو جان سے مار دیتا۔ جس نے اس کی ہر نی کو ہاتھ لگانے کی کوشش بھی کیسے کی، اور اس کی ہر نی نے اسے ایسے کرنے بھی کیسے دیا۔ ہر نی یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ بالکل اچھا نہیں کیا۔ اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی، ضرور ملے گی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ ہر چیز کو تھس تھس کر دیتا۔ وہ فوراً غصے سے بیڈ سے اٹھا، اور باہر کی طرف بڑھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی اسے جلدی سے سٹارٹ کی۔ اس کے پیچھے ہی بہت ساری گارڈز کی گاڑیاں بھی نکلی۔ گاڑی چلاتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ فون پر کسی کو کچھ کہہ رہا تھا۔ سٹیکرنگ پر اس ہاتھوں کی گرفت مضبوط تھی۔ اس کا غصہ کسی طریق کم نہیں ہو رہا تھا۔ بار بار آنکھوں کے سامنے وہی منظر آ رہا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے اس کی ہر نی کو اس سے کوئی چھین لے گا۔

نہیں۔۔۔۔۔ نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ وہ صرف میری ہے۔  
صرف شرم شاہ کی ہر فی ہے۔ جو بھی ہمارے راستے میں آیا۔ اسے مرنا ہو  
گا۔ اس کے سر پر اس وقت صرف اور صرف جنون سوار تھا۔ جیسے وہ بہت  
کچھ تباہ کر دینا چاہتا ہو، یا شاید غصے میں وہ بہت کچھ تباہ کرنے والا تھا۔

عفان مجھے یہاں ہی اُتار دو۔ مجھے آفس میں کچھ کام ہے۔ اگر تمہیں کوئی  
پر اہلم نہیں تو پلیز عفی کو گھر چھوڑ دینا۔ اریش گاڑی چلاتے عفان سے بولا۔  
ارے یار کیسی باتیں کر رہے ہو۔ تم بے فکر ہو کر جاؤ۔ میں عفو کو گھر چھوڑ  
دوں گا۔ وہ اس کے آفس کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے بولا۔  
چل ٹھیک ہے بائے پھر ملتے ہے۔ اریش کے گاڑی سے اُترتے ہی عفساء بھی  
فوراً آگے آکر بیٹھی۔

عفان ہم کہاں جا رہے ہیں یہ راستہ گھر کی طرف تو نہیں جاتا۔ وہ سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

ہم گھر جا بھی نہیں رہے، آج میں تمہیں ریسٹورینٹ میں اچھا سا کھانا کھلاؤ گا۔ ریسٹورینٹ کا سُن کر اس کے چہرے پر ڈر کے تصورات چھائے۔ جو عفان نے بخوبی محسوس کیے تھے۔ لیکن اسے خیرت بالکل بھی نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اس کا یہی ری ایکشن ہو گا۔ اب ایش کی طرح عفان بھی اس کا ڈر دور کرنا چاہتا تھا۔

ن۔۔۔۔ نہیں عفان ہم گھر میں کھانا کھالیں گے "نا"۔ پلیز مجھے کہیں نہیں جانا۔ وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

عفو مجھ پر یقین ہے۔ وہ ریسٹورینٹ کے سامنے گاڑی روک کر اب پوری طرح اس کی طرف گھوم کر بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی سے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔

عفساء نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔ عفان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔  
جبکہ دور ایک گاڑی میں بیٹھے شرم نے یہ منظر غصے بھری نظروں سے  
دیکھا۔ اپنی انگلیوں میں سگریٹ دبائے مسلسل غصے سے اس کے کش لے رہا  
تھا۔ لیکن غصہ جو تھا کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اب وہ لوگ اندر چلے  
گئے تھے۔

جبکہ دور ایک گاڑی میں بیٹھے شام نے یہ منظر غصے بھری نظروں سے دیکھا۔ اپنی انگلیوں میں سگریٹ دبائے مسلسل غصے سے اس کے کش لے رہا تھا۔ لیکن غصہ جو تھا کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اب وہ لوگ اندر چلے گئے تھے۔

نہیں ہر فی یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ اس نے غصے سے سگریٹ گاڑی سے باہر پھینکا اور اسی وقت گاڑی سے نکلا اور مغرور چال چلتا پیچھے کھڑی گاڑی کی گاڑی کی طرف بڑھا۔

پھینکا اور اسی وقت گاڑی سے نکلا اور مغرور چال چلتا پیچھے کھڑی گاڑی کی  
گاڑی کی طرف بڑھا۔

تم لوگوں کو جو کچھ کہا ہے۔ وہ سب یاد ہے، اگر زرا سی بھی غلطی ہوئی۔ تو پتہ ہے "نا" پھر میں کیا کروں گا۔ اس نے ایک گارڈ کو کالر سے پکڑ کر غصے سے دانت چباتے ہوئے بولا۔ جبکہ آنکھوں میں بھی آگ بھرس رہی تھی۔

جج۔۔۔۔۔ جی سر ہو جائے گا۔ وہ گبھراتے ہوئے بولا۔

ہے "نا" پھر میں کیا کروں گا۔ اس نے ایک گارڈ کو کالر سے پکڑ کر غصے سے دانت چباتے ہوئے بولا۔ جبکہ آنکھوں میں بھی آگ بھرس رہی تھی۔

جج۔۔۔۔۔ جی سر ہو جائے گا۔ وہ گبھراتے ہوئے بولا۔

جبکہ غصے سے اسے پیچھے دھکیلتے۔ شارم کا رُح اب ریسٹورینٹ کی طرف تھا۔



عفو تم ادھر بیٹھو، میں ابھی آیا، اور ڈونٹ وری یہ پرائیویٹ روم ہے۔ یہاں  
تم آرام سے بیٹھ سکتی ہوں۔ عفان نے اس کے چہرے پر گھبراہٹ دیکھ کر  
فوراً بولا۔ اس نے اس کے لیے پہلے ہی پرائیویٹ روم بک کر لیا تھا۔ کیونکہ وہ  
اچھے سے جانتا، کہ وہ لوگوں سے کتنا گھبراتی تھی۔

اس نے صرف ہاں میں ہی سر ہلانے پر اکتفا کیا۔  
جبکہ عفان مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر وہاں سے چلا گیا۔  
اس کے روم سے نکلتے ہی شارم فوراً اندر داخل ہوا۔ پہلی نظر ہی اس کی سامنے  
بیٹھی دشمن جاں پر پڑی۔ جو نظریں نیچے کیے اپنی انگلیوں سے کھیل رہی  
تھی۔

عفساء جو نظریں نیچے کیے بیٹھی تھی۔ کہ اس کمرے میں کسی اور کی بھی  
 ماحودگی محسوس کر کے اس نے نظریں اٹھائی۔ تو سامنے شرم کو کھڑا دیکھ کر  
 اس کا سانس سینے میں ہی اٹکا۔

وہ قدم قدم چلتا اس کی طرف آرہا تھا۔ جبکہ عفساء ڈر کے مارے وہاں بیٹھے  
 بیٹھے ہی پیچھے کی طرف کھسک رہی تھی۔ جیسے اس سے دور جانا چاہتی ہو۔  
 وہ اس کے قریب پہنچا، اور ایک ہاتھ ٹیبل پر دوسرا ہاتھ پنچ پر رکھ کر اس کے  
 جانے کا راستہ مسدود کیا۔

ہر نی چلے، اب تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنا بنانے کا ٹائم آ گیا ہے۔ وہ تھوڑا جھکتے  
 ہوئے ہمارا لود لہجے میں بولا۔

اس کی چلنے والی بات پر عفساء کو ایسا لگا۔ وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔ اس  
 کی آنکھوں میں پانی اکٹھا ہونے لگا، اور وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر پوری شدت سے  
 رونے لگی۔

ہر نی اب تمہارا یہ رونا مجھ پر کام نہیں آئے گا۔ اس لیے چلو شاباش اُٹھو۔ وہ زبردستی اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے بولا۔ اسے اس کے رونے سے تکلیف تو ہوئی تھی۔ لیکن آج وہ اپنا دل مضبوط کر کے آیا تھا۔ ہمیشہ کے لیے اسے پانے کے لیے اسے اپنا بنانے کے لیے۔ چلو اب۔ اس نے اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔

نن۔۔۔۔۔ نہیں پ۔۔۔۔۔ پلیز مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا۔ وہ ہچکچیسوں کے درمیان روتے ہوئے بولی۔ اچھا تو تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گی۔ تو ٹھیک ہے۔ ابھی اگر تمہارے بھیا کا آفس آگ کی لپیٹ میں آجائے تو۔ تمہارا بھیا بھی آفس میں ہی ہے "نا"۔ شام اسے دھمکاتے ہوئے بولا۔ نہیں نہیں پلیز آپ میرے بھیا کو کچھ مت کہیے گا۔ میں چلو گی جارہی ہوں۔ وہ فوراً روتے ہوئے بولی۔

شام نے اسے کھڑا کیا، اور دوسرے ہاتھ سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کے آنسو صاف کیے۔

خبردار اب تمہاری آنکھوں سے اب ایک آنسو بھی نکلاتو، وہ تحکم بھرے لہجے میں بولا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بڑھا۔ وہ نازک سی لڑکی ناچاہتے ہوئے بھی۔ اس کے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔

شام نے باہر آتے ہی اسے گاڑی میں بیٹھایا، اور اپنے گارڈز کو کچھ اشارہ کرتے خود بھی جلدی سے دوسری طرف آکر گاڑی میں بیٹھا۔ عفساء جو سیٹ پر بیٹھے پوری شدت سے رونے میں مصروف تھی۔ کہ اچانک اس کی نظر سامنے فون پر بات کرتے عفان پر پڑی۔ پتہ نہیں اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی۔ کہ بے ساختہ اس کے لبوں سے یہ نام نکلا۔





اس کے قدم اندر کی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ فوراً ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔  
 اسے ایسا لگ رہا تھا وہ ہمیشہ کے لیے اپنے بھیا سے دور ہو رہی تھی۔  
 نہیں نہیں مجھے اندر مت لے کر جاؤ۔ مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔ مجھے بھیا  
 کے پاس جانا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ اس کے سینے پر مارتے ہوئے روتے ہوئے  
 بولی۔

تھوڑی دیر پہلے جو گرنے کے ڈر سے جو ہاتھ اس کی گردن پر تھے۔ اب اپنے  
 بھیا کے دور جانے کے خوف سے اب وہ انہی ہاتھوں سے اسے پیچھے دھکیل  
 رہی تھی۔

پلیز مجھے بھیا کے پاس جانا، مجھے اندر مت لے کر جائے۔ پلیز بھیا۔ وہ مسلسل  
 اس کی بانہوں میں مچل رہی تھی۔ لیکن وہ بے حس انسان سن ہی کب رہا تھا۔  
 شام نے اسے اپنے کمرے میں لا کر کسی نازک گڑیا کی طرح اسے بیڈ پر  
 بیٹھایا۔ خود گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا۔





جبکہ کے شام نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور اس گیلے کپڑے سے صاف کرنے لگا۔

ہرنی تم نے انہیں ہاتھوں سے اس کمینے سے ہاتھ ملایا تھا۔ عفساء کی آنکھیں خیرت سے پھیلیں۔

جبکہ شام تو اس کے ہاتھ صاف کرنے میں مصروف تھا۔ جیسے اس شخص کا لمس اپنی ہرنی کے ہاتھ سے مٹا دینا چاہتا ہو۔ جب صاف کرنے سے بھی اسے سکون نہ ملا تو اس نے وہاں اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔ اس کے ایسا کرنے سے عفساء نے فوراً اپنا ہاتھ کھینچا۔

شام کا پارہ ہائی ہوا۔ ہرنی تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی۔ مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی۔ بولا تھا "نا" آئندہ ایسے نہ کرنا۔ اس کمینے کے ہاتھ پر خود ہاتھ رکھ دیا، اور میرے پکڑنے میں تمہیں تکلیف کیوں ہوئی۔ وہ اسے دونوں کاندھوں سے پکڑے ترش لہجے میں بولا۔

اس کی خوف کے مارے آنکھیں پھیلیں۔ وہ شدت سے اپنے بھیا کو یاد کر رہی تھی۔

مجھے بھیا کے پاس جانا ہے۔ وہ روتے ہوئے بولی۔ شاید وہ اس شخص کا غصہ نہیں برداشت کر پار ہی تھی۔ وہ تھی تو نازک سی گڑیا جو ڈیول کی قید میں آگئی تھی۔

اچھا اچھا میں کچھ نہیں کہتا۔ لیکن جو میں کر رہا ہوں۔ اس سے تم مجھے نہیں روکو گی اور نہ مجھ سے دور ہوگی۔ اسے خود سے ڈرتے دیکھ کر شارم تھوڑی نرمی سے بولا لیکن ساتھ تنبیہ کرنا نہیں بولا۔

اب کی بار شارم نے اس کی ناک کو صاف کیا اور وہاں بھی اپنے ہونٹ رکھ دیے۔ اس بار عفساء نے پیچھے ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اسے اپنی بے بسی پر رونا آ رہا تھا۔ وہ اس کی قربت برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔

شام نے اب تھوڑی صاف کی اور وہاں بھی وہی عمل دکھایا۔ تو عفساء کی بس ہو گئی تھی۔ اسے اب یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔ اس نے غصے سے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا۔

مجھے نہیں رہیں نا آپ کے ساتھ، آپ بہت گندے ہیں۔ وہ فوراً بیڈ سے اٹھی اور اس سے دور جا کر کھڑی ہو گئی، اور روتے ہوئے بولی۔ اور اپنے ہاتھوں، ناک اور تھوڑی سے اس کا لمس مٹانے کی کوشش کرنے لگی۔

شام کے چہرے پر غصے کے تصورات چھائے۔ ہاتھوں کی مٹھیاں فوراً بھینچی۔ وہ غصے سے فوراً بیڈ سے اٹھا اور پاس ٹیبل پر پڑی چیزیں ہاتھ مار کر غصے سے نیچے پھینک دی۔

آں آں آں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے ایسا کرنے پر عفساء کے ہلکے سے ڈر کے مارے چیخ نکلی تھی۔ وہ فوراً دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ موم سی لڑکی اب یہاں نہیں رہیں نا چاہاں تی۔

اسے دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ کر شام نے فوراً نیچے سے ریموڈ اٹھا کر ریموڈ کنٹرول سے دروازہ لاک کر دیا۔

عفساء کے پہنچنے تک فٹ سے دروازہ بند ہو گیا۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو ہاتھ میں ریموڈ پکڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ہر نی جب تمہیں پتہ ہے تم اپنے شام سے کہی دور نہیں جاسکتی۔ پھر کوشش کیوں کرتی ہو۔ وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

نہیں۔۔۔۔۔ وہ پیچھے کی طرف ہوتے دوبارہ اس نے اپنا رخ دروازے کی جانب کیا۔ کوئی ہے دروازہ کھولو۔۔۔۔۔ مجھے اپنے بھیا کے پاس جانا ہے۔ بھیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بھیا پلیز مجھے لے جائے۔ وہ دروازہ پیٹتے پوری شدت سے روتے ہوئے بولی۔

ہر نی بس بہت ہوا۔ اب تمہاری آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہ نکلے۔ ورنہ میں تمہیں کبھی بھی یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔ اس کے پاس پہنچتے ہی شام

نے اس کا رخ اپنی طرف کر کے غراتے ہوئے بولا۔ اب وہ اور اس کے آنسو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے ڈر کے مارے فوراً اپنی آنکھیں میچ لی۔

ہر نی اپن یور آئز۔

نن۔۔۔۔۔۔ نہیں آپ پھ۔۔۔۔۔۔ پھر ڈانٹے گے۔ وہ نفی میں سر ہلاتے اٹکتے ہوئے بولی۔

اس کی بات سن کر غصے میں بھی شارم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہی ادائیں اسے اپنی ہر نی کی پسند تھیں۔ اس وقت وہ اسے ایک ڈری ہوئی ہر نی ہی لگ رہی تھی۔ جو شیر کو دیکھتے ہی خوف زدہ ہو جاتی تھی۔

میری جان اپن یور آئز میں نہیں ڈانٹوں گا۔ وہ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے پیار سے اس کے گال سہلاتے ہوئے بولا۔

اس نے ہلکے ہلکے اپنی آنکھیں کھولی تو شارم اس کے بہت قریب کھڑا تھا۔ اس نے فوراً نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

ہر فی تم گھر جانا چاہاں تی ہو "نا"۔ تو میں تمہیں گھر جانے دوں گا۔ لیکن اس کے لیے تمہیں میری ایک بات ماننی ہوگی۔ تمہیں ہمیشہ کے لیے میرا ہونا ہو گا۔ وہ اسے نظروں کے حصار میں لیے مسکراتے ہوئے بولا۔

عفساء سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

تمہیں ابھی اور اسی وقت مجھ سے نکاح کرنا ہو گا۔ اس کے لہجے میں اطمینان ہی اطمینان تھا۔ جیسے اسے یہ بات کرتے ہوئے اسے بہت سکون ملا ہو۔

نن۔۔۔۔۔ نہیں میں آپ سے۔۔۔۔۔ نن۔۔۔۔۔ نکاح نہیں

کک۔۔۔۔۔ کروں گی۔ مجھے آپ سے نکاح نہیں کرنا۔ پلیز نہیں۔ وہ فوراً

نفی میں سر ہلاتے اٹکتے ہوئے بولی۔ آنسو جو تھوڑی دیر پہلے تھم چکے تھے۔

اب دوبارہ بہہ نکلے۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اگر اس نے شام سے نکاح کر لیا تو

وہ ہمیشہ کے لیے اپنے بھیا سے دور ہو جائے گی۔

نہیں میری ہر فی، میں انکار نہیں سنوں گا۔ تمہیں میرا ہونا ہو گا۔ کیونکہ یہی

تمہاری سزا ہے۔ تمہیں جب پتہ تھا تم میری ہو، پھر بھی تم نے کسی لڑکے

سے بات کی۔ نہ صرف بات کی بلکہ اس لڑکے نے تمہیں چھوا بھی اور تمہیں ہاتھ بھی لگایا، اور میں یہ بات اچھے سے جانتا ہوں۔ جب تم مکمل طور پر میری ہو جاؤ گی۔ پھر تو میں تمہیں کسی کو دیکھنے بھی نہیں دوں گا، ہاتھ لگانا تو بہت دور کی بات ہو گی۔ کیونکہ تمہیں دیکھنے کا، تمہیں چھونے کا، تمہیں ہنسانے کا صرف شام شاہ کا حق ہے۔ تم صرف شام شاہ کی ہر نی ہو۔ اگر ہمارے بیچ جو بھی آیا۔ اسے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ وہ اس کے گال اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں لیتے جنونیت بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔ آنکھیں اس کی سرخ انگارہ ہو گئی تھیں۔ جیسے ابھی وہ سب کچھ تہس نہس کر دے گا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار وہ منظر لہرا رہا تھا۔ جس میں اس لڑکے نے اس کی ہر نی کو چھوا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اپنی ہر نی کو تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔ لیکن وہ دل میں پکے ارادہ کر چکا تھا۔ کہ اس لڑکے کو وہ چھوڑنے والا نہیں تھا۔

ہے ہر فی ڈرو نہیں مائے بیبی میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ اس سے خود سے  
خوفزدہ ہوتے دیکھ کر شرم فوراً اپنے لہجے میں نرمی لایا۔

مم۔۔۔۔۔ مجھے پلیز یہ نن۔۔۔۔۔ نکاح نہیں کرنا۔ میں وعدہ کرتی

ہوں۔ آئندہ کک۔۔۔۔۔ کسی سے ب۔۔۔۔۔ بات نہیں کروں

گی۔ پلیز۔ وہ روتے ہوئے بچوں کی طرح التجائیہ لہجے میں بولی۔

نہیں ہر فی نکاح تمہیں کرنا پڑے گا، اور اب انکار کرنے سے پہلے یہ ویڈیو

ضرور دیکھ لینا۔ وہ اسے چھوڑتے اپنے پاکٹ سے موبائل نکال کر ایک ویڈیو

پلے کر کے اس کے سامنے کیا۔

جسے دیکھتے ہی اس نے فوراً گانٹے ہوئے ہاتھوں سے اس کے ہاتھ سے موبائل

چھینا۔

عفان۔۔۔۔۔ عفان۔۔۔۔۔ پ۔۔۔۔۔ پلیز انہیں روکو۔

وہ۔۔۔۔۔ وہ مر جائے گا۔ پ۔۔۔۔۔ پلیز انہیں روکو۔ وہ ویڈیو

دیکھتے، ہچکچیسوں سے روتے ہوئے بمشکل بولی۔ ویڈیو میں کچھ لوگ عفان کو







ایک تو تم اپنی آدمیوں سے کہہ کر زبردستی مجھے اٹھوا کر لے آئے۔ اب تم کہہ رہے ہو، میں تمہارے نکاح میں شامل ہوں۔ نکاح کوئی بچوں کا کھیل ہے، اور مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ تم زبردستی اسے اٹھا کر یہاں لے کر آئے ہو۔ وہ غصے سے اس کی طرف دیکھ کر بولا، اور سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

شارم نے بے ساختہ نظریں چرائی۔

شارم تم پاگل تو نہیں ہو گے۔ جب وہ لڑکی راضی ہی نہیں ہے نکاح کے لیے تو تم کیسے اس سے نکاح کر سکتے ہو۔ اسے نظریں چراتے دیکھ کر خنان سب سمجھ گیا تھا اس لیے اس کی طرف دیکھ کر غرایا۔

خنان تو یہاں صرف میرے نکاح میں شامل ہونے آیا ہے۔ باقی چیزوں سے تمہیں اور کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تجھے اتنی تکلیف ہو رہی ہے تو چلے جاؤ یہاں سے۔ لیکن اتنا توطہ ہے۔ آج تو میرا نکاح ہو کر رہے گا۔ کیونکہ میرے اور ہرنی کے درمیان کوئی نہیں آسکتا۔ وہ صرف میری ہے، صرف

میری۔ وہ کمرے کی ہر چیز توڑتے ہوئے بولا۔ خنان کو وہ اس وقت کوئی سا نکو، پاگل، جنونی ہی لگ رہا تھا۔ جو اس وقت اپنی ہر فی کو پانے کے لیے کتنا پاگل تھا۔ اسے اس لڑکی پر ترس آرہا تھا۔ جس کا نکاح شام سے ہونے والا تھا۔

خنان بے بسی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے دوست کی طرف دیکھا۔



اریش آفس سے گھر آتے ہی گرنے کے انداز میں بیٹھا اور پیچھے صوفے سے ٹیک لگالی۔

اریش بیٹا تم ٹھیک ہو۔ احمد جو ابھی کمرے سے باہر نکلے کہ اسے ایسے صوفے پر بیٹھے دیکھ کر اس کی طرف بڑھے اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر متفکر لہجے میں بولے۔

ان کے کندھے پر ہاتھ رکھنے پر وہ فوراً چونکا۔  
ہاں جی پاپا آپ نے کچھ کہا۔ وہ آنکھیں کھولتے فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا، اور ان کی طرف دیکھ کر بولا۔  
اریش کیا ہوا بیٹا تم مجھے کچھ پریشان لگ رہے ہو۔ وہ اس کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے بولے۔

پتہ نہیں پاپا آج میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ میری عفی ٹھیک بھی ہوگی کہ نہیں۔

اریش بیٹا تم نے آج پہلی دفعہ اسے عفان کے ساتھ باہر بھیجا "نا"۔ اس لیے تمہیں فکر ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے تمہاری ماما بھی بہت پریشان تھی۔  
بہت مشکل سے میڈیسن دے کر آیا ہوں۔ اب تم بھی فکر نہ کرو، وہ عفان کے ساتھ بالکل ٹھیک ہوگی، وہ اسے سنبھال بھی لے گا، اور اگر تمہیں اس کی زیادہ فکر ہو رہی ہے۔ تو تم اسے کال کر لو۔ وہ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولے۔



میں سے ایک ریڈ کلر کا دوپٹہ نکال کر اس پر اڑھا دیا۔ یہ اس نے اپنی ہر نی کے لیے ہی لیا تھا۔ لیکن اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ کہ وہ اسے ایسے دے گا۔

جبکہ وہ نظریں نیچے کیے رونے میں مصروف تھی۔ جو شام مسلسل نظر انداز کر رہا تھا، وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے باہر لے آیا۔ جہاں بہت اس کے گارڈز اور ایک سائیڈ پر اس کا دوست کھڑا اسے غصے بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جو نہی اس کی نظر عفساء پر گئی۔ ایک پل کے لیے وہ بھی ساکت رہ گیا۔ اس کے چہرے پر اس قدر معصومیت تھی۔ کہ اس نے نفی میں سر ہلاتے افسوس بھری نظروں سے شام کو دیکھا۔ جس کے چہرے پر خوشی تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ آخر ہوتا بھی کیوں نہ اس کی ہر نی ہمیشہ کے لیے اس کی ہونے والی تھی۔ جبکہ عفساء اس سارے معاملے میں چپ چاپ رو رہی تھی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی اگر وہ کچھ بولتی۔ تو عفان کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا۔

کب مولوی نے پوچھا، کب اس نے نکاح نامہ پر سائن کیے اور کب اس نے نکاح فرائض سرانجام دیئے۔ اسے کچھ پتہ نہ چلا۔ وہ تو بس کٹھ پتلی کی طرح چلتی جا رہی تھی۔ اس کے نام کے ساتھ اب ہمیشہ کے لیے شرم کا نام جڑ چکا تھا۔

اب وہ شرم کے بیڈ پر لیٹے پوری شدت سے رو رہی تھی، اور بار بار اپنے بھیا اور پاپا کو پکار رہی تھی۔



شرم تم نے اس معصوم کے ساتھ اچھا نہیں کیا یا۔ پلیز اب نکاح کر ہی لیا ہے تو اس کی قدر کرنا۔ اس پر کبھی غصہ مت کرنا وہ بہت نازک ہے۔ خنان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔





شارم اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اسی فلیٹ کے تہہ خانے میں لے آیا تھا۔ وہ جو سمجھی تھی شرم اسے گھر لے کر جائے گا۔ اسے ایک اندھیر نما جگہ میں لاتے دیکھ کر وہ ڈرتے ہوئے شرم سے چپکی اور سینے پر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں سختی سے بھینچ لیا۔ اسے ایسے ڈرتے دیکھ کر شرم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

سجھی تھی شام اسے گھر لے کر جائے گا۔ اسے ایک اندھیر نما جگہ میں لاتے

دیکھ کر وہ ڈرتے ہوئے شمارم سے چپکی اور سینے پر اس کی شرٹ کو مٹھیوں

میں سختی سے بھیج لیا۔ اسے ایسے ڈرتے دیکھ کر شام کے ہونٹوں پر

مسکراہٹ پھیل گئی۔

ہے ہر فی میں ہوں "نا"۔ وہ بھی اپنا ہاتھ اس کے گرد پھیلاتے۔ اسے اپنے

ہونے کا احساس دلا یا۔

جو نہی وہ تھوڑی آگے بڑھے، ہر طرف روشنی چھا گئی۔ عفساء نے بھی نظریں

اُٹھا کر سامنے دیکھا۔ سامنے عفان کوز خمی حالت میں دیکھ کر اسے اپنے

پیروں پر کھڑے رہیں نا مشکل ہو گیا۔ اگر شارم نے اسے نہ پکڑتا تو وہ اسی

وقت گزر جاتی۔

عَف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ اس کا نام پکارتی اس کی طرف بڑھتی۔

پیچھے سے شام نے ایک ہاتھ اس کے پیٹ پر دوسرا اس کے منہ پر رکھ کر

پیچھے سے اس کمر کو سختی سے اپنے ساتھ لگایا۔ جس سے اس کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی دب گئے۔

شش ہرنی بولا تھا نہ اس کا نام نہیں لینا۔ پھر بھی تم وہی غلطی کرنے جا رہی تھی "نا"۔ اب اس کی سزا تو اسے ملے گی "نا"۔

وہ اسے اپنے ساتھ جھوڑے، پیچھے سے اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے بولا، اور اب کی بار اپنے گارڈز کو کچھ اشارہ کیا۔

جو اس کا اشارہ سمجھتے اب دوبارہ اسے پیٹنے لگے۔

جبکہ عفساء روتے ہوئے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی، اور اس کے پاس جانے کے لیے مچل رہی تھی۔ جو شام کے غصے کو اور ہوا دے رہا تھا۔

اب کی بار عفساء بمشکل خود کو چھڑاتے ہوئے شام کی جانب مڑی۔ اس کے ایسا کرنے پر اب وہ اس کے بہت نزدیک کھڑی تھی اور شام کے دونوں ہاتھ اب اس کی کمر پر تھے۔ وہ مکمل طور پر اس حصار میں قید تھی۔ لیکن اسے ان سب کی پرواہ ہی کب تھی۔ اسے تو صرف اس وقت عفان کی فکر تھی۔





ہر فی اب سے تم صرف میری ہو۔ بھول جانا تمہارا بچپن کا کوئی دوست بھی تھا۔ وہ پیار سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

عفساء کی آنکھوں میں خیرت اُتری۔

ایسے نہ دیکھو، مجھے اپنی ہر فی کے بارے میں ہر ایک بات معلوم ہے۔ تم کیا کھاتی ہو، کب کھاتی ہو، اور تمہیں کیا پسند ہے اس کی آنکھوں میں خیرانی دیکھ کر وہ فوراً بولا۔

اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آیا۔



قصو تم یہاں آرام سے بیٹھی ہو۔ کیا تمہیں میرے آنے کی بالکل بھی خوشی نہیں ہوئی۔ کہ تم میرا ویلکم کرنے نیچے بھی نہیں آئی۔ ابھی میں بڑی امی

سے تمہارا کمر اچھ کر یہاں آئی ہوں۔ رجاء کمرے میں آئی، تو اسے دوسری طرف منہ کیے آرام سے بیٹھے دیکھ کر شکوہ کن لہجے میں بولی۔

وہ جو رونے میں مصروف تھی۔ کہ پیچھے سے رجاء کی آواز سن کر اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔ اور مسکراتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔  
نہیں رجاء ایسی بات نہیں ہے۔ میں بس آنے ہی والی تھی۔ وہ زبردستی

ہو ننٹوں پر مسکراہٹ سجا کر بولی۔

ہاں ہاں بس بس رہا نے دو۔ مجھے پتہ ہے تم جو نسا آنے والی تھی۔ وہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے ناراضگی سے بولی۔ جبکہ ٹانگیں اس کی نیچے ہی تھیں۔

رجاء اچھا سوری "نا"۔ ناراض تو نہ ہو۔ وہ بھی بیڈ پر چڑھتے اس کے سر کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے ایک شرط پر پلینز میرے سر میں بہت درد ہے اسے دبا دو۔ وہ فوراً اس کی گود میں سر رکھتے ہوئے بولی۔

اس کے بچپن پر قصواء کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اور اپنی جان سے پیاری دوست کا سر دبائے لگی۔

اس کے ایک دفعہ کہنے پر اسے ایسا کرتے دیکھ کر رجا نے تھوڑا سا اپنا سر اٹھایا، اور اس کے گال چوم کر دوبارہ سر اس کی گود میں رکھ لیا۔ جبکہ قصواء کی آنکھیں خیرت سے پھیلیں۔

قصو سر نیسلی یار تم بلش کر رہی ہو۔ اگر میری جگہ جیجو ہوتے تو پھر کیا ہوتا تمہارا۔ اسے بلش کرتے دیکھ کر رجا نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا۔ اس کی بات پر قصواء نے فوراً انگلیا اٹھا کر اسے مارا۔ جو فوراً اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر بچاؤ کیا، اور اسے تنگ کرنے کے انداز میں مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

جاؤ میں تم سے بات نہیں کر رہی۔ اسے مسکراتے دیکھ کر قصواء نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر ناراضگی سے منہ پھیرا۔

ہے میری کیوٹ سی قصو، اچھا ایم سوری۔ وہ پیار سے اس کے دونوں گال کھینچ کر مسکراتے ہوئے بولی۔

اوج اتنے زور سے کون کھینچتا ہے، قصواء درد کی وجہ سے اپنے گال سہلاتے ہوئے بولی۔ جو اس کے کھینچنے سے سُرخ ہو گئے تھے۔

ہائے ہماری قصو کتنی نازک ہے۔ ہمارے جیجو کا کیا ہو گا۔ رجاء نے اسے مزید چڑایا۔

جاؤ میں اب تم سے بات نہیں کروں گی۔ وہ اس کا سر اپنی گود سے ہٹا کر تکیے پر رکھتے فوراً بیڈ سے اُتری اور غصے سے کمرے سے چلی گئی۔ جبکہ پیچھے سے رجاء اسے مسکراتے ہوئے دہائی دیتی رہ گئی۔



وہ نیچے آئی اور سیدھا کچن میں چلی گئی۔ رجاء کی باتوں سے پتہ نہیں کیوں بار بار اس کے سامنے خنان کا چہرہ آ رہا تھا۔

خنان جوا بھی ابھی باہر سے آیا تھا۔ کہ سامنے اسی دشمن جاں کو کچن کی طرف جاتے دیکھ کر۔ اس نے بھی مسکراتے ہوئے اپنا رخ کچن کی طرف کیا۔  
 قصواء نے ابھی فریج سے پانی نکال کر گلاس میں ڈال کر پینے ہی لگی تھی۔ کہ اپنے پیچھے کسی کی مجودگی محسوس کر کے اس نے ڈرتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ تو اپنے سامنے اسی کو دیکھ کر اس کی گردن پر گلٹی سی ابھر کر مدھم ہوئی۔

لیکن دوسری طرف خنان جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ کہ اس کے چہرے پر سُرخ نشان دیکھ کر فوراً اس کی طرف لپکا۔  
 اس کی نظروں کا رخ اپنے گالوں کی طرف دیکھ کر اس نے فوراً چہرے پر نقاب کیا۔

یہ تمہارے گالوں پر کیا ہوا۔ اتنے سُرخ کیوں ہو رہے۔ وہ زبردستی اس کا نقاب ہٹا کر بے چینی سے بولا۔ پتہ نہیں اسے اندر ہی اندر کسی چیز کی جیلیسی محسوس ہوئی تھی۔



بخوبی اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔ جو گال اس کے پہلے ہی سُرخ تھے۔ کہ خنان کی اتنی نزدیکی پر اور بلش کرنے لگے۔

پہلے مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے ورنہ میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔ اس کے آنسو دیکھ کر بھی اس کے لہجے میں زرہ بدلاؤ نہیں آیا تھا۔

ررررر۔۔۔۔۔ رجا نے میرے گال کھینچے تھے۔ شش۔۔۔۔۔ شاید اسی وجہ سے سُرخ گئے تھے۔ وہ نظریں نیچے کیے روتے ہوئے بولی۔

اس کے جواب پر اس نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔

اب پلیز مجھے جانے دے اگر کوئی یہاں آگیا یا پھر اماں بی نے ہم دونوں کو یہاں ایسے دیکھ لیا۔ تو پھر پتہ نہیں کیا ہو گا۔ پ۔۔۔۔۔ پلیز جانے دے۔ وہ اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتے بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تو اچھا ہے وہ ہمیں یہاں ایک ساتھ دیکھ کر جلدی سے ہماری شادی کرادیں گے۔ اس کا گھبرا یا گھبرا یا سا چہرہ دیکھ کر خنان لطف اندوز ہوتے ہوئے بولا۔ میں آپ سے شادی کبھی بھی نہیں کروں گی۔ وہ بمشکل اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے اٹل لہجے میں بولی، اسے پیچھے کی طرف دھکا دے کر فوراً وہاں سے بھاگی۔

اُف قص شادی تو تمہیں میرے ساتھ ہی کرنی ہوگی۔ اب میں بھی دیکھتا ہوں تم کب تک انکار کرتی ہوں۔ پیچھے سے وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکراتے ہوئے بولا۔



لو آگیا تمہارا گھر ہرنی۔ شام اس کے گھر کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے بولا۔ اس نے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا۔ تو اپنے گھر کو سامنے دیکھ کر وہ فوراً گاڑی سے نیچے اترنے ہی لگی تھی۔ کہ اس کا ہاتھ شام کے ہاتھ میں آگیا۔

ہر فی اتنی بھی جلدی کیا ہے۔ وہ اس کا وہی ہاتھ اپنے ہونٹ سے لگاتے ہوئے بولا۔

عفساء کی آنکھیں دوبارہ آنسوؤں سے بھرنے لگی۔

ہے ہر فی خبردار اب تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ آئے۔ آج میں بہت خوش ہوں، اور میں نہیں چاہاں تا تم میری خوشی یوں سپوئل کرو۔ کیونکہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر انہیں سہلاتے ہوئے بولا۔ لیکن اس کے گالوں کی نرمی کو محسوس کر کے شام کو اپنے جذبات پر بند باندھنا مشکل ہو رہا تھا۔ اب تو ان کے درمیان ایک پاکیزہ رشتہ بھی تھا۔ جب شام سے رہا نہیں گیا۔ تو وہ اپنے دل کی بات پر لبیک کہتے اس کے نزدیک تھوڑا جھکا اور اس کے گال پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔



جبکہ شرم کے مارے اس نے نظریں اٹھا کر ابھی تک اسے نہیں دیکھا تھا۔  
دل ابھی تک تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اچھا ہر نی اب تم جاؤ یہ نہ ہو میرا ارادہ بدل جائے، اور ہاں کل یونی سے بالکل  
بھی چھوٹی مت کرنا۔ میں تمہارا ویٹ کروں گا۔ وہ اسے نظروں کے حصار  
میں لیے بولا۔ لیکن ساتھ اسے تنبیہ کرنا نہیں بولا تھا۔

عفساء اس کی طرف دیکھے بغیر فوراً گاڑی سے اُتری اور وہاں سے بھاگی۔  
اس کو گھر کے اندر داخل ہوتے دیکھ کر شرم نے بھی فوراً گاڑی سٹارٹ کی  
اور وہاں سے چلا گیا۔



عفساء بھاگتے ہوئے اندر آئی اور زینے چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں جا کر  
بند ہو گئی۔

اریش جو کب سے پریشانی سے کمرے میں ادھر ادھر ٹہل کر عفساء کا ویٹ کر رہا تھا۔ کہ باہر کسی کے قدموں کی آواز سن کر فوراً باہر گیا۔ عفساء کو روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف جاتا دیکھ کر وہ بھی پریشانی میں اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔ عفساء کے ساتھ والا روم ہی اریش کا تھا۔

اس نے جو نہی دروازہ کھول کر اپنے قدم اندر رکھے۔ کہ سامنے اپنی جان سے پیاری بہن کو بیڈ پر اُندھے منہ لیٹے، بچکیوں سے روتے دیکھ کر وہ فوراً اس کی طرف لپکا۔

عفی میرا بچہ کیا ہوا۔ تم اس طرح کیوں رو رہی ہو۔ وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

اریش کی آواز پر وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی اور اپنے بھیا کو گلے سے لگا لیا، اور پوری شدت سے رونے لگی۔

عفی بچہ کیا ہوا؟ کیا تمہارے اور عفان کے بیچ کوئی بات ہوئی ہے؟ ابھی عفان کا بھی میسج آیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ تمہیں گھر ڈراپ کرنے کے بعد وہ کسی کام

کے سلسلے میں کچھ دونوں کے لیے اسلام آباد جا رہا ہے۔ ایش پریشانی سے اس کے پیچھے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

وہ جو رونے میں مصروف تھی کہ اپنے بھیا کی بات سن کر اس کے آنسو تھمے تھے اور اس کی آنکھوں میں خیرت اُتری، لیکن جلد ہی وہ سمجھ گئی تھی عفان کے یہاں سے جانے کی وجہ وہ شام ہی ہو گا۔ آج عفان کی زخمی حالت دیکھ کر وہ شام سے بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔ اس لیے وہ اب اپنے بھیا کو بتا کر ان کی جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ وہ فوراً اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اپنے بھیا سے الگ ہوئی۔

نہیں بھیا ایسی کوئی بات نہیں۔ بس وہ عفان دوبارہ واپس چلا گیا "نا"۔ اس لیے مجھے رونا آ گیا۔ وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔ وہ چاہ کر بھی اپنے بھیا کو کچھ بتا نہیں سکتی تھی۔

اسے ایک بار پھر سے جھوٹ بولتے دیکھ کر اریش کو بہت دکھ ہوا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر اس کی بہن اس سے جھوٹ پر جھوٹ کیوں بولی جا رہی تھی۔ جبکہ وہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ اپنے بھیا سے کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔ وہ جتنا ان سب کو سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔ لیکن اس نے بھی عفساء کو زیادہ کریدنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ خود اب یہ سب پتہ لگوانا چاہتا تھا۔

اچھانچے اب آپ ریسٹ کرو۔ انشاء اللہ وہ اپنا کام ختم کر کے جلدی واپس آ جائے گا۔ لیکن اب خبردار تم روئی۔ شام اسے لٹاتے اس کے اوپر بلینکٹ اڑاتے ہوئے بولا۔

عفساء نے بھی اپنی آنکھیں موند لی، اور سونے کی ایکٹینگ کرنے لگی۔ اتنا سب کچھ دیکھ کر اس معصوم پری کو اج نیند کہاں آنے والی تھی۔ اریش کے کمرے سے جاتے ہی، اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں کھولی اور منہ پر ہاتھ رکھ کر پوری شدت سے رونے لگی۔



آگئے تم؟ خنان جو کب سے اس کے کمرے میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔  
کہ اسے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر فوراً بولا۔

تو؟ تو یہاں کیا کر رہا ہے اور وہ بھی اتنی رات کو۔ شام جانتے ہوئے بھی  
انجان بن رہا تھا۔

شام یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ اس معصوم کے ساتھ؟ تم اتنے خود غرض کیسے  
ہو سکتے ہو۔

دیکھ خنان میں نے پہلے ہی بولا ہے میرے اور میری ہرنی کے معاملے سے  
دور رہو، اور تو یہ بتا ایسا بھی میں نے کیا کر دیا۔ اس سے نکاح ہی تو کیا ہے اسے  
جائز اور حلال رشتے سے اپنا یا ہے۔ وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

شارم تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔ تم نے اس سے زبردستی نکاح کیا ہے۔ تم ایسے کیسے کسی لڑکی کے ساتھ زبردستی نکاح کر سکتے ہو۔ خنان اسے اس کی غلطی سے باور کراتے ہوئے بولا۔

خنان تمیز سے وہ لڑکی نہیں ہے۔ شارم کی ہر نی ہے، اور ایک دفعہ پھر سے کہہ رہا ہوں۔ میرے اور میری ہر نی کے معاملے سے دور رہو۔ ورنہ میں تمہاری اور اپنی دوستی کو بھی بھول جاؤں گا۔ وہ غصے سے اسے وارن کرتے ہوئے سیدھا واش روم میں چلا گیا۔

خنان نے بھی افسوس بھری نظروں سے اسے وہاں سے جاتے دیکھا۔ اب اس کے بھی یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیونکہ جسے سمجھانے آیا تھا۔ وہ تو سمجھ نہیں رہا تھا۔ اس نے بھی اب اپنے کمرے میں ہی جانا مناسب سمجھا تھا۔

رجاء جو پیاس کی شدت سے پانی پینے کے لیے کچن کی طرف جا رہی تھی۔ کہ شارم کے کمرے سے آوازیں سن کر وہی رُک گئی۔ لیکن شارم کے نکاح والی

بات پر وہ بھی ایک دم شاکڈ رہ گئی تھی۔ اب خنان کے قدموں کی آواز سن کر اب وہ فوراً وہاں سے بھاگی۔

اپنے کمرے میں آتے ہی اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

شارم بھائی نے نکاح کر لیا اور وہ بھی میری کیوٹی پائی سے، ہائے مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا وہ کیوٹی سی لڑکی میری بھابھی بن گئی ہے۔ لیکن شرم بھائی نے مجھ سے یہ بات چھپا کر اچھا نہیں کیا۔ میں بھی نکاح میں شامل ہونا چاہتی تھی، اور اپنی کیوٹی پائے سے ملنا چاہتی تھی۔ مجھے پتہ ہے شرم بھائی نے جیسے مجھے نکاح سے بے خبر رکھا ہے۔ ایسے وہ مجھے میری کیوٹی پائے سے بھی کبھی ملنے نہیں دیں گے۔ لیکن کوئی بات نہیں میں بھی رجا شاہ ہوں، اپنی کیوٹی پائے سے تو میں بھی مل کر رہوں گی۔ دیکھتے ہے کون مجھے روکتا ہے۔ وہ دل ہی دل میں ایک پلین بناتے مسکراتے ہوئے بولی۔ اب بس اسے صبح ہونے کا انتظار تھا۔



عفساء رمل کے ساتھ ابھی کلاس لے کر نکلی تھی۔ آج جب وہ صبح یونی آئی تو شارم کو نہ دیکھ کر تھوڑی تسلی ہوئی تھی۔ اس نے رمل کو سب کچھ بتا دیا جو کل شارم نے اس کے ساتھ کیا تھا۔

عفساء تمہیں اپنے بھائی کو کل ہی سب کچھ بتا دینا چاہیے تھا۔ کب تک تم اس شارم سے ایسے ڈر کر جیتی رہو گی۔ رمل اس کے ساتھ چلتے ہوئے اسے سمجھانے کی بھرپور کوشش کی۔

آپ دونوں میں سے رمل کون ہے؟

اس سے پہلے عفساء جواب میں اس سے کچھ کہتی۔ کہ ان کے پاس ایک لڑکی آ کر بولی۔

جی میں ہوں۔ کیوں؟ آپ کیوں پوچھ رہی ہو۔ ان دونوں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

وہ آپ کو سر بلال بلار ہے ہیں۔ وہ جلدی سے بتا کر وہاں سے چلی گئی۔ جبکہ رمل کی آنکھوں میں خیرت اُتری۔

سر بلال مجھے کیوں بلار ہے ہیں؟ وہ خود سے بڑبڑائی۔

کیا پتہ انہیں کوئی کام ہو۔ تم ایک دفعہ جا کر سن لو۔

اُوکے ٹھیک ہے تم لا بیری جاؤ۔ میں تمہیں تھوڑی دیر میں وہاں ہی ملو گی۔ رمل اسے بولتے ہی وہاں سے چلی گئی۔

اس کے جاتے عفساء کا رخ بھی اب لا بیری کی طرف تھا۔ ابھی اس نے چند قدم ہی لیے تھے۔ کہ کسی نے ایک کلاس کا دروازہ کھول کر اسے اندر کی طرف کھینچا تھا۔

اس نے فوراً اپنی ڈر کے مارے آنکھیں بند کی۔ کیونکہ اس کے ذہن میں پہلا خیال شرم کا ہی آیا تھا۔

ہے کیوٹی پائے اپن یور آئز۔  
کسی لڑکی کی آواز پر عفساء نے ہلکی ہلکی اپنی آنکھیں کھولی۔ تو سامنے انجان  
لڑکی کو کھڑا دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خیرت اُتری۔  
ہیلو! کیوٹی میں رجاء شام کی بہن۔ وہ فوراً خوشی سے مصافحے کے لیے ہاتھ  
بڑھاتے ہوئے بولی۔

شام کے نام پر اس نے فوراً ڈر کے مارے اپنے قدم پیچھے کی طرف لیے  
تھے۔

ہے کیوٹی پائے ڈرو نہیں میں صرف تم سے دوستی کرنے آئی ہوں۔ اس نے  
دوبارہ اپنے قدم اس کی طرف بڑھائے۔

پ۔۔۔۔۔ پلیز مم۔۔۔۔۔ مجھے یہاں سے جانے دیں۔ میں نہیں کرنا  
چاہتی آپ سے دوستی۔ وہ اٹکتے ہوئے بمشکل بولی۔

ہائے کیوٹی پائے تم کتنی معصوم ہو۔ اویں ہی تو تم شرم بھائی کا جنوں نہیں ہو۔ اب تو لگتا ہے کہیں مجھے بھی تم سے جنوں کی حد تک محبت نہ ہو جائے۔ وہ پیار سے اس کے گال کھینچتے ایک آنکھ ونک کرتے شرارت سے بولی۔ اس کی بات پر شرم کے مارے اس کے گال دھک اٹھے۔

آئے ہائے کیوٹی تم شرما تے ہوئے تو اور بھی کیوٹ لگتی ہو۔ دل کر رہا ہے تمہارے یہ سُرخ نرم و ملائم گال چوم لو۔ وہ ایسا کر بھی گزرتی اگر پیچھے سے کسی کی آواز پر مڑی۔

رمل سر بلال کے روم گئی تو وہاں سے اسے پتہ چلا۔ اسے تو انہوں نے بلایا ہی نہیں تھا۔ ان کی بات سن کر رمل کو ساری بات سمجھ میں آگئی تھی۔ وہ فوراً کمرے سے باہر نکلی اور بھاگتے ہوئے لائبریری کی طرف جا رہی تھی۔ کہ ایک کلاس روم کے اندر کچھ آوازیں سن کر رُک گئی۔ لیکن اندر جو اس نے سنا اس نے اس کا پاراہائی کر دیا تھا۔

یہ کیا تم دونوں بہن بھائیوں نے تماشہ لگایا ہوا ہے؟ وہ غصے سے کلاس روم کے اندر آتے ہی بولی۔

رمل کو سامنے دیکھ کر عفساء فوراً اس کی طرف لپکی، اور اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔ اب اس کی بس ہو گئی تھی۔ اس میں اب یہ سب برداشت کرنے کی اور صلاحیت نہیں تھی۔ وہ اس تھوڑے سے وقت میں بہت کچھ دیکھ چکی تھی۔ زندگی میں کبھی اس نے ایسی سو چیئسن نہیں دیکھی تھی۔ رمل پیچھے سے اس کی کمر میں ہاتھ رکھ کر اسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگی۔ ایکسیوزمی۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں۔ تم کون ہو؟ اور تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھ سے ایسے بات کرنے کی؟ اور دور رہو میری بھابھی سے۔ رجاء بھی اسے غصے سے تنبیہ کرتے ہوئے بولی۔

تم اس کی حالت دیکھ نہیں رہی یہ کتنا زور ہے، اور ابھی اس نے کہا نہ وہ تم سے دوستی نہیں کرنا چاہتی پھر زبردستی کیوں کر رہی ہو۔

تمہیں کیا یہ میری کیوٹی پائے ہے۔ میں اس سے زبردستی دوستی کروں،  
 رُلاؤ، ہنساؤ یا پھر کچھ بھی کروں۔ تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔  
 تم دور رہو اس سے۔ رجاء شہادت کی انگلی اٹھا کر اس سے وارن کرتے ہوئے  
 بولی۔

بس بہت ہو گیا، تم دونوں بہن بھائی خود کو سمجھتے کیا ہو۔ بھائی آکر کہتا ہے یہ  
 صرف میری ہرنی ہے اور بہن آکر کہتی ہے یہ صرف میری کیوٹی پائے ہے۔  
 کیا تم دونوں بہن بھائی پاگل ہو۔ تم دونوں کو نظر نہیں آرہا۔ یہ جیتی جاگتی  
 انسان ہے کوئی چیز نہیں۔ جو تم دونوں نے بچوں کی طرح ضد لگا رکھی ہے۔  
 اسے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ رمل غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔  
 دونوں ایک دوسرے کو ایسے غصے بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ ابھی  
 سالم نکل جائیں گی۔

یہاں کیا ہو رہا ہے۔ مجھے کچھ پتہ چلے گا۔

اس سے پہلے کہ رجا جواب میں اسے کچھ سخت سناتی۔ کہ اس کمرے میں کسی کی رعب دار آواز گونجی۔ ان دونوں نے پیچھے آواز کی سمت دیکھا۔ سوائے عفساء کے وہ تو آواز سے ہی سمجھ گئی تھی کون تھا۔ اسے شام کا خوف ہی اتنا تھا۔ کہ اب اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگ پڑے تھے۔ اس نے اور سختی سے رمل کا ہاتھ پکڑا۔

اپنے بازو پر عفساء کی سخت پکڑ دیکھ کر اب اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ لیکن اسے خوف سے کانپتے دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی۔ وہی شام تھا جس کی وجہ اس کی یہ حالت ہو رہی تھی۔ اسے اب ان دونوں بہن بھائیوں پر شدید غصہ آرہا تھا۔ جو ہاتھ دھو کر اس کی معصوم دوست کے پیچھے پڑ گئے تھے۔

رمل نے اس کے اسی ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔ شام کی نظروں سے یہ سب منظر چھپانہ رہ سکا تھا۔ اس کا غصہ مزید بڑھا۔ وہ جواب بھی ابھی ہی یونی آیا تھا۔ اب اس کا رخ لاہور کی طرف ہی تھا۔ اسے

پتہ تھا اسے اس کی ہر فی کلاس ختم ہونے کے بعد وہاں ہی ملے گی۔ لیکن وہ ابھی اس طرف جا ہی رہا تھا کہ اس کی نظر ایک کلاس روم کے اندر اپنی ہر فی اور رجا پر گئی۔ لیکن اپنی ہر فی کو کسی لڑکی کے گلے لگے دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہوا۔ اب بھی اس کی ہر فی اسے غصہ دلانے والے کام کر رہی تھی۔

بھائی آپ یہاں؟ رجا اپنا گلہ تر کرتے ہوئے بولی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا وہ صبح جو کارنامہ سرانجام دے کر آئی تھی۔ اس کے بعد اس کا بھائی اسے چھوڑے گا نہیں۔

ہاں میں کیوں یقین نہیں آرہا۔ مجھے سامنے دیکھ کر۔ تم تو پوری پلینگ کر کے آئی تھی۔ کہ میں اپنی ہر فی سے نہ مل سکوں۔ شام اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا، اور ایک لمحے میں ہی عفساء کو اپنی طرف کھینچا۔ اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ اور اسے نظروں کے حصار میں لیے دوسرے ہاتھ کی ایک انگلی سے اس کی پیشانی سے لے تھوڑی تک آہستہ

آہستہ ایک لکیر کھینچتے ہوئے آخری جملہ مکمل کیا۔ جبکہ ڈر کے مارے وہ ابھی بھی کانپ رہی تھی۔

یہ سب اتنا چانک ہوا۔ کہ ایک پل کے لیے رمل بھی نہ سمجھ سکی۔ جبکہ دوسری طرف رجاء کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رقصاں تھی، اور وہ چڑانے والی نظروں سے رمل کو ہی دیکھ رہی تھی۔ کہ اب روک کر دکھاؤ۔ رجاء کے چہرے پر مسکراہٹ اور عفساء کو شرم کی قید میں دیکھ کر رمل کا غصے سے بُرا حال تھا، اور وہ عفساء کو شرم سے چھڑانے کے لیے آگے بڑھی ہی تھی۔ لیکن شرم نے ہاتھ اٹھا کر اسے وہی روک دیا۔

خبردار تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا۔ ورنہ تمہاری جان نکالنے میں ایک پل بھی نہیں لگاؤں گا۔ پہلے ہی تم میری ہر نی کو چھونے کی غلطی کر چکی ہو۔ وہ آنکھوں میں غضب و غصہ لیے بولا۔ اس کی بات سن کر عفساء نے ڈر کے مارے سینے پر اس کی شرٹ کو سختی سے اپنے ہاتھ کی موٹھی میں بھینچا۔ اس کا ڈر بھانپتے شرم نے بمشکل اپنے غصے کو کنٹرول کیا۔

ریلیکس ہر فی میں کچھ نہیں کر رہا میری جان۔ وہ اپنا ہاتھ اس کی کمر سے نکال کر اس کے بازو کے گرد پھیلاتے انہیں سہلاتے تھوڑا جھک کر بولا۔  
اپنے بھائی کا اتنا کثیر ننگ انداز دیکھ کر رجا نے بھی اپنی بھابھی کو رشک بھری نظروں سے دیکھا۔

عفساء کو تھوڑا ریلیکس کرنے کے بعد اب وہ رجا کی جانب مڑا تھا، اور سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

سوری شام بھائی رات کو میں نے آپ کی اور خنان بھائی کی باتیں سن لی تھی۔ اور میں اپنی بھابھی سے ملنا چاہتی تھی۔ لیکن مجھے یہ بھی پتہ تھا۔ آپ مجھے کبھی بھی نہیں ملنے دیں گے۔ اس لیے آپ کی بائیک کی اور گاڑی کی چابی لے آئی۔ تاکہ میں اپنی کیوٹی پائی سے مل سکوں۔ وہ فوراً اپنی صفائی دیتے ہوئے بولی۔

اس کا اپنی کیوٹی پائی کہنا شرم کے غصے کو اور ہوا دے گیا۔ جو وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

بھائی دیکھے جیسے وہ آپ کی ہر نی ہوئی۔ ویسے میری کیوٹی پائی بھی تو ہوئی "نا"۔ اس نے اپنی طرف سے بہت پتے کی بات کی تھی۔

شارم نے جو تھوڑی دیر کے لیے رامیہ کو چھوڑ دیا تھا۔ کہ ان دونوں بہن بھائیوں کو اپنی باتوں میں مگن دیکھ کر رمل نے فوراً اس چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عفساء کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے لے کر جانے ہی لگی تھی۔ کہ ایک پل کے لیے رکی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عفساء کا دوسرا ہاتھ شرم کے ہاتھ میں تھا، اور وہ غصے بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ہاتھ چھوڑو میری ہر نی کا۔ تمہیں کیا لگاتم اتنی آسانی سے میری ہر نی کو یہاں سے لے جاؤ گی، اور مجھے پتہ بھی نہیں چلے گا۔ پہلے تو میں نے تمہاری پہلی غلطی سمجھ کر معاف کر دیا تھا۔ لیکن دوسری غلطی شرم کبھی معاف نہیں

کرتا۔ یہ کہتے ساتھ ہی اس نے اپنی پاکٹ سے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا، اور اس کے اسی ہاتھ پر پھیر دیا۔

وہ فوراً درد کے مارے چیخی اور عفساء کا ہاتھ فوراً چھوڑ دیا۔ جبکہ عفساء چیختے ہوئے پیچھے ہوئی اور ڈر کے مارے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر پوری شدت سے رونے لگی۔

رمل نے آنکھوں میں آنسو لیے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ جہاں پر چھوٹا سا ایک کٹ کا نشان تھا۔ لیکن کٹ اتنا گہرا نہیں تھا۔ شرم نے اسے صرف ڈرانے کے لیے یہ سب کیا تھا۔

ایک رجاہ تھی جو سکون سے کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے لیے یہ سب نیا نہیں تھا۔ وہ اپنے بھیا کو اچھی طرح جانتی تھی۔ جو رمل کرنے جا رہی تھی۔ اس کے آگے تو اس کے بھیا کا یہ ری ایکشن تو کچھ بھی نہیں تھا۔ شرم بنا کسی کی طرف دیکھے روتی ہوئی عفساء کا ہاتھ پکڑتے وہاں سے لے گیا۔

رمل اپنے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر دوبارہ ان کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی۔ کہ  
رجاء نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

اے لڑکی پاگل ہو گئی ہو۔ کیوں اپنی جان کی دشمن بنی ہوئی ہو۔  
پاگل میں نہیں تم دونوں بہن بھائی ہو گئے ہو۔ جو اس بیچاری کے پیچھے پڑ  
گئے ہو۔ تم دونوں کو زرہ ترس نہیں آ رہا اس معصوم پر۔ پلیز اس بیچاری کو  
چھوڑ دو۔ وہ روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

میں جانتی ہوں میری کیوٹی پائے بہت معصوم ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو، ہم  
اسے سنبھال لیں گے۔ تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم بس  
اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔ وہ اپنی جینز کی پاکٹ سے ایک رومال نکالتے اس کا وہی  
ہاتھ پکڑتے زبردستی باندھتے ہوئے بولی۔ جبکہ اس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی  
بھرپور کوشش کی تھی۔

کیا تم دونوں بہن بھائیوں کو ہر کام زبردستی کرنے کی عادت ہے۔ اس کا اشارہ زبردستی پٹی کرنے کی طرف تھا۔

جو مرضی سمجھ لو۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ اور سٹی کی دھن بجاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

رمل نے آج پہلی بار خود کو بے بس پایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بہت سے آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے۔ لیکن فوراً اس کے دل میں عفساء کے بھائی کا خیال آیا۔ اس نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے اب اسے پتہ تھا اسے کیا کرنا ہے۔



شام اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کیفے ٹیریا لے آیا، اور کونے میں پڑی ایک ٹیبل پر لا کر اسے چیر پر بیٹھایا، اور خود بھی چیر لے کر اس کے پاس سامنے بیٹھ گیا، اور اپنے دونوں پاؤں اس کے ارد گرد رکھ دیئے۔



اور ٹیبل پر پڑا شیشے کا گلاس نیچے پھینک دیا۔ پورے کینے ٹیریا میں سناٹا چھا گیا۔  
ارد گرد بیٹھے سٹوڈینٹ اب ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ایک منٹ کے اندر مجھے یہاں کوئی سٹوڈینٹ نظر نہ آئے۔ ورنہ میں اس کا وہ  
حال کروں گا۔ کہ وہ اپنی شکل پہچاننے سے بھی انکار کرے گا۔ شام جو  
غصے سے بھرا بیٹھا تھا کہ اپنی سُرخ آنکھیں لیے ان کی طرف دیکھ کر بولا۔  
جو اس کا غصہ دیکھتے ہی فوراً وہاں سے رنو چکر ہوئے۔

اب اس کا دھیان عفساء کی طرف تھا۔ جو مسلسل ہچکچوں سے رو رہی تھی۔  
اس نے فوراً اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔  
شش چپ کر جاؤ، اچھا میں کچھ نہیں کہتا۔ وہ اس کی کمر سہلاتے ہوئے اسے  
چپ کرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

لیکن ہر نی کیا تم میرے لیے اس سے دوستی توڑ نہیں سکتی۔ کیونکہ میں تمہیں  
نہیں دیکھ سکتا کسی کے ساتھ بھی پلیز۔ اس نے التجا کی، وہ مغرور شہزادہ آج  
اپنی ہر نی کے سامنے فریاد کر رہا تھا۔

عفساء کے رونے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

اچھا چپ کرو، ہم اس بارے بعد میں بات کریں گے۔ پہلے کچھ کھا لیتے ہیں۔  
وہ اسے اپنے سے الگ کر کے اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کرتے  
ہوئے مسکرا کر بولا۔

چھوٹے جلدی سے ایک سینوچ اور جوس لے کر آؤ۔ اس نے وہاں سے ہانک  
لگائی، اور مسکراتے ہوئے اپنی ہر نی کو دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر میں گرم سینوچ اور جوس کا گلاس بھی آگیا۔ اس نے جوس اٹھا کر  
اس کے منہ کی طرف بڑھایا۔

عفساء نے اپنی سُرخ آنکھیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ جو اسے اشارے  
سے جوس پینے کے لیے کہہ رہا تھا۔

اس نے فوراً انکار میں سر ہلایا۔

اُف ہر نی تم کتنی ضدی ہو۔ لیکن کھانے کے معاملے میں تمہاری کوئی کوتاہی  
برداشت نہیں کروں گا۔ شارم اٹل لہجے میں بولا۔ اور زبردستی جوس اس

کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ جو مجبوراً اسے پینا پڑا۔ لیکن اس نے تھوڑا سا پی کر  
جوس کا گلاس اپنے ہاتھوں سے پیچھے کیا۔

اسے ایسے کرتے دیکھ کر شارم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے  
بھی اب زیادہ فورس کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی  
ہر نی کھانے کے معاملے میں بھی بہت چوڑی تھی۔



اریش جو یونی کے باہر کھڑے کب سے عفساء کو کال کیے جا رہا تھا۔ لیکن وہ  
تھی اٹھانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ کہ سامنے سے ایک لڑکی کو یونی سے  
باہر نکلتے دیکھ کر فوراً اس کی طرف لپکا۔  
ایکسیو ز می کیا آپ اندر سے عفساء کو بلا دیں گی۔

رجاء کا جواب سیدھا خوبی جانے کا ارادہ تھا۔ کہ کسی کے بلانے پر رُ کی، اور  
 آواز کی سمت دیکھا۔ تو ایک پل ساکت رہ گئی۔ تیکھے نین نقش، نفاست سے  
 بنائے گے براؤن سلکی بال، چہرے پر ہلکی سی بیرڈ بلیک پینٹ کوٹ میں  
 مبلوس وہ خوب رو اور پرکشش شخصیت کا مالک شخص سوالیہ نظروں سے اسے  
 ہی دیکھ رہا تھا۔

ایکسیوزمی میڈم میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔ وہ اس کے آگے چٹکی بجا کر  
 بولا۔

رجاء فوراً چونکی۔

اُوں ایم سوری آپ شاید کسی عفساء نام کی لڑکی کا پوچھ رہے تھے۔ سوری میں  
 نہیں جانتی۔ وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے نرمی سے بولی۔  
 ایک منٹ کیا آپ اسے جانتی ہے۔ اریش نے فوراً اپنے موبائل سے عفساء کی  
 ایک پکچر نکال کر اس کے سامنے کی۔

ارے یہ تو میری کیوٹی پائے ہے۔ تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔ سامنے سکرین پر نظر پڑتے ہی وہ فوراً چونکی اور مشوک نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

دیکھے یہ میری چھوٹی بہن ہے۔ میں اسے لینے آیا ہوں، اور آپ کون ہے؟ اور اسے کیوٹی پائے کیوں بول رہی ہے اب کی بار ایش نے اسے مشوک نظروں سے دیکھا۔

اس کے منہ سے بھائی کے الفاظ سن کر اس چہرے کے تصورات نارمل ہوئے۔

اُوں اچھا آپ میری کیوٹی آئے مین عفساء کے بھائی ہے۔ دیکھے ایم سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ میں عفساء کی بیسٹی ہوں۔ اس نے مسکراتے ہوئے جھوٹ کا سہارا لیا۔

لیکن اگر آپ اس کی بیسٹی ہے تو خیرت کی بات ہے آپ کو اس کا نام نہیں معلوم تھا۔ ایش کو ابھی بھی اس کی بات پر تسلی نہیں ہوئی تھی۔

ارے جب میں اس سے فرسٹ ٹائم ملی تھی تو وہ تب ہی مجھے بہت کیوٹ اور پیاری لگی تھی۔ تو میں نے اس سے اس کا نام پوچھے بغیر ہی کیوٹی پائے رکھ دیا۔ تب سے میں اسے کیوٹی پائے ہی بول رہی ہوں۔ رجا بڑی صفائی سے اسے جھوٹ بولتے ہوئے بولی۔

آپ ادھر ہی روکے میں ابھی کیوٹی پائے کو لے کر آئی۔ جبکہ پیچھے سے ایش نے خیرت بھری نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا۔ کیونکہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اگر یہ عفساء کی دوست تھی تو اب تک اس کی بہن نے اس کے بارے میں کچھ ذکر کیوں نہیں کیا تھا۔ جو بچپن سے لے کر آج تک ہر بات اپنے بھیا سے شریئر کرتی آئی تھی۔ تو اب ایسی کیا بات تھی کہ وہ اس سے باتیں چھپا رہی تھی۔ وہ عجیب کشمکش کا شکار تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔





رات کو تم سے کال پر بات کروں گا، اور میری کال ضرور اٹھانا ورنہ مجھے خود  
تم سے ملنے آنا پڑے گا۔ شام اس کے گال پر ہاتھ رکھتے اسے وارن کرتے  
ہوئے بولا۔

جبکہ اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ اسے بس یہاں سے جانے کی  
جلدی تھی۔

چلو چلیں کیوٹی پائے۔ رجا فوراً اس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے آگے بڑھی۔ کہ  
شام نے اسی سرعیت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے عفساء سے دور کیا۔  
کہاں۔۔۔۔۔؟ تم کہاں جا رہی ہو۔ اس کے ساتھ۔ شام نے اسے  
آنکھیں دیکھائی۔

شام بھائی اسے چھوڑنے جا رہی ہوں۔ وہ نارمل انداز میں بولی۔





ہے ہر فی ریلیکس کچھ نہیں ہوا۔ میں تم پر تھوڑی غصہ کر رہا ہوں۔ وہ فوراً اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا، اور ایک ہاتھ اس کے گال دوسرا ہاتھ اس کے ایک بازو پر رکھ کر اس کا بازو سہلاتے ہوئے نرم لہجے میں بولا۔ وہ اس کا ڈر ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اچھا جاؤ لے جاؤ ہر فی کو۔ لیکن اس سے تھوڑا فاصلے پر رہنا۔ عفساء کو ابھی بھی خوف زدہ دیکھ کر وہ رجا سے بولا لیکن ساتھ وارن کرنا بھی نہیں بولا۔ اُو کے وہ فوراً ہاں میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ جیسے کہ وہ فوراً اس پر عمل بھی کرے گی۔

اچھا ہر فی جاؤ، اپنا بہت سارا خیال رکھنا میرے لیے۔ رات میں، میں تمہیں کال کروں گا۔ شارم اس کے گال پر ہاتھ رکھے انہیں سہلاتے ہوئے بہت سی ہدایتوں کے ساتھ اسے جانے کی اجازت دی۔

شام نے دور جاتی اس کی پشت کو دیکھا، اور مسکراتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر وہاں سے چلا گیا۔

وہ عفساء کو لیے باہر آئی۔ تو سامنے رمل کو ایش سے بات کرتے دیکھ کر۔ اس کے اندر شدید جلن کا احساس ہوا۔ اس نے غصے سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی۔ پتہ نہیں کیوں وہ اسے ایش کے ساتھ کھڑے دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی، اور ایک ڈر یہ بھی تھا۔ کہی وہ عفساء کے بھائی کو آج کے بارے میں کچھ بتانہ دے۔ یہ سب سوچتے ہوئے وہ فوراً غصے سے اس کی طرف بڑھی اور اسے دھکا دے دیا۔

\*\*\*\*\*

رمل مسلسل عفساء کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کے ذہن میں آج کا سارا واقعہ کسی فلم کی طرح چل رہا تھا، اور اسے افسوس بھی بہت تھا وہ اپنی دوست کے لیے کچھ نہیں کر سکی تھی۔ انہی سوچوں میں گم وہ یونی کے باہر

قدم بڑھا رہی تھی۔ کہ اچانک اس کی نظر عفساء کے بھائی پر پڑی۔ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔ کیسے نہ پہچانتی آخر وہ اس سے محبت جو کر بیٹھی تھی۔ وہ بھی پہلی نظر میں ہی۔ ابھی کل ہی تو عفساء نے اسے اپنے بھائی کی پک دیکھائی تھی۔ جسے دیکھتے ہی وہ اس سے پہلی نظر میں محبت کر بیٹھی تھی۔ جس سے وہ ابھی تک ملی بھی نہ تھی۔ اب اسے سامنے دیکھ کر وہ ایک پل کے لیے ساکت رہ گئی۔ اس کا دل کیا یہ پل یہی تھم جائے اور وہ بس اسے دیکھتی رہے۔ لیکن اسی وقت فوراً اس کے ذہن میں عفساء کا خیال آیا، اس سے یہی سہی موقع لگا۔ اس کے بھائی کو شارم کے بارے میں سب کچھ بتانے کا۔ اس نے فوراً اپنے قدم اس کے بھائی کی طرف بڑھائے۔

ہیلو! ایکسیوز می آپ عفساء کے بھائی ہے "نا"؟

کسی کی آواز پر ایش نے پلٹ کر دیکھا۔ تو سامنے کسی لڑکی کو دیکھا۔

جی میں ہی عفساء کا بھائی ہوں۔ وہ

رمل جو مسلسل اس مغرور شہزادے کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ کہ اس کی آواز پر چونکی۔

جی۔۔۔۔۔ جی مجھے آپ سے عفساء کے بارے میں کچھ بات کرنی تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مڑوڑتے تھوڑے گبھرائے ہوئے لہجے میں بولی، اور ساتھ ادھر ادھر بھی دیکھ رہی تھی۔ جیسے اسے کسی کے آنے کا ڈر ہو۔ ایش اس کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔

جی بولے آپ کیا بتانا چاہتی ہے عفی کے بارے میں۔ اس کے منہ سے عفساء کا نام سُن کر وہ فوراً بولا۔

جبکہ رمل نے گبھراتے ہوئے اپنے خشک ہونٹوں پر ایک دفعہ زبان پھیری۔ اس سے پہلے کہ وہ بولتی۔ کہ پیچھے سے آکر کسی نے اسے دھکا دیا۔ کہ اس نے بمشکل خود کو گرنے سے بچا یا۔

اس نے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا۔ تو اپنے سامنے رجا کو کھڑے دیکھا۔ جو غصے بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جیسے ابھی سالم نگل جائے گی۔ اور اس کے ہاتھ میں عفساء کا ہاتھ تھا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے رجا کا اس لڑکی کو دھکا دینا ریش کونا گوار گزرا تھا۔ اگر میں آپ کو ابھی بتا دوں "نا"۔ اس نے آپ کی بہن کے ساتھ کیا کیا تو آپ کو میری یہی حرکت اچھی لگے گی۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔؟ کیا کیا اس نے عفی کے ساتھ۔ اب کی بار اس کے چہرے پر بھی غصے کے تاثرات چھائے۔ اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

یہ کافی دن سے آپ کی بہن کو پریشان کر رہی ہے۔ جگہ جگہ پر اس کا راستہ روک کر اسے کبھی ڈرپوک کا لقب دیتی تو کبھی کچھ کہتی۔ لیکن آج میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اس کے صاف جھوٹ پر رمل نے خیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ جس پر اس نے فوراً ان نظریں چرائی۔ جبکہ رمل کی آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔

آنسو تو عفساء کی آنکھوں میں بھی تھے۔ اپنی دوست کو دیکھ کر۔ اس نے زندگی میں پہلی بار اپنے گھر کے باہر کسی کو دوست بنایا تھا، اور آج اسی کی وجہ سے وہ کتنی تکلیفیں برداشت کر چکی تھی۔

عفساء کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر شرم کو رجا کی باتیں واقع ہی سچ لگی تھی۔ کیونکہ وہ کافی دن عفساء کے چہرے پر خوف دیکھ رہا تھا۔ وہ غصے سے رمل کی طرف بڑھا اور اسے اپنے رُبرو کھڑا کیا۔

اپنے بھیا کو رمل کی طرف غصے سے بڑھتا دیکھ کر وہ اپنے بھیا کو روکنے کے لیے قدم بڑھانے ہی لگی تھی۔ کہ رجا نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر رکھا۔

تمہاری ہمت کیسے میری عفی کو تکلیف پہچانے کی بولو۔ میں جو کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو تک نہیں دیکھ سکتا۔ آج وہ تمہاری وجہ سے اتنا رورہی



چوٹیں آئی۔ لیکن پر اوہ کسے تھی۔ جو آخری امید اسے عفساء کے بھائی سے تھی۔ وہ بھی اب ختم ہو گئی تھی۔ وہ ستمگر تو اسے بنا کسی غلطی کے سزا سنا کر چلا گیا تھا، اور پلٹ کر دیکھا تک نہیں تھا۔ وہ پوری شدت سے رو رہی تھی، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے رونا کس بات پر آ رہا تھا۔ اس ستمگر کی بے رخی پر جس سے وہ پہلی ہی نظر میں محبت کر بیٹھی تھی یا پھر اپنے ہاتھوں اور بازو میں ہوتے درد کی وجہ سے۔

دور کھڑی گاڑی میں بیٹھا عفان یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ یہ سب ہو کیا رہا ہے، اور وہ نیچے بیٹھی روتی ہوئی لڑکی کون تھی۔ لیکن اس لڑکی کو دیکھ کر لگ رہا تھا۔ وہ بے قصور تھی۔ اس کا رونا ریش کو بے بسی سے جاتے دیکھنا۔ اس کی آنکھیں چیخ چیخ کر کوئی اور ہی کہانی بیان کر رہی تھی۔

اس دن جب شام کے آدمیوں نے اسے چھوڑا تو وہ زخموں سے چور بمشکل اپنے دوست کے فلیٹ پر پہنچا تھا۔ جو اسے سیدھا ہاسپتال لے کر گیا تھا۔ اس

کے چہرے پر کافی چوٹیں آئی تھیں، اور ایک ہاتھ پر بھی پلستر لگا تھا۔ لیکن اس دن اس نے ایش کو فون کر کے عفساء کی خیریت معلوم کر لی تھی، اور وہ تھوڑا پر سکون بھی ہو گیا تھا۔ لیکن اس نے اپنے گھر والوں اور ایش سے جھوٹ بولا تھا۔ کہ وہ کسی ضروری کام سے اسلام آباد جا رہا ہے۔ لیکن اس کے نہ بتانے کی بڑی وجہ اس کے چہرے پر چوٹوں کے نشان اور ہاتھ میں لگا پلستر تھا۔ وہ نہیں چاہتا کسی کو بھی کچھ بھی پتہ چلے کہ اس دن اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ وہ کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا، اور یہ سب خود پتہ لگوانا چاہتا تھا۔ کہ آخر وہ کون تھا جس نے ہاتھ پیر باندھ کر اسے مارا تھا۔ ابھی بھی وہ اپنے زخموں کی وجہ سے ان کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا۔ بٹ نہیں اسے ایسا لگ رہا تھا۔ کہ اس لڑکی کو کچھ نہ کچھ ضرور پتہ تھا۔ اب پتہ اسے بس ایش کے وہاں سے جانے کا انتظار تھا۔ تاکہ وہ جائے تو وہ اس لڑکی سے بات کر سکے۔

اب کی باراریش نے عفساء کی طرف بڑھتے اسے اپنے گلے سے لگایا تھا۔ عفی میرا بچہ چپ کر جاؤ۔ میں ہوں "نا"۔ آپ کا بھیا آپ کے پاس ہے۔ بچے آپ نے یہ سب اپنے بھیا سے کیوں چھپایا۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگائے۔ اس کی کمر سہلاتے ہوئے بولا۔ اس کے رونے میں اور شدت آئی۔ اریش اسے ایسے ہی ساتھ لگائے گاڑی کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ کہ رجا کی آواز پر اس کی سمت دیکھا۔

اگر اریش آپ کو بُرا نہ لگے۔ تو کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتی ہوں۔ مجھے لگتا اس وقت عفساء کو اپنے ساتھ ایک دوست کی بھی ضرورت ہے۔ وہ بہت معصومیت بھرے لہجے میں اس کی طرف دیکھ کر بولی۔ پہلے تو اریش کا دل کیا انکار کر دے۔ لیکن پھر عفساء کی حالت دیکھ کر اس نے صرف سر ہاں میں ہلانے پر اکتفا کیا۔

اس کے ہاں بولتے ہی وہ دل ہی دل میں خوش ہوئی۔ اور اس کے پیچھے قدم  
بڑھائے۔

\*\*\*\*\*

ان کے وہاں سے جاتے ہی عفان بھی اپنی گاڑی سے باہر نکلا، اور اس لڑکی کی  
طرف بڑھا۔

رمل جو رونے میں مصروف تھی۔ کہ اپنے سامنے کسی کے بڑے ہوئے ہاتھ  
کو دیکھ کر چونکی۔ اس نے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا۔ تو سامنے ایک خوبصورت  
سانو جوان کھڑا تھا۔ جو آنکھوں کے اشاروں سے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر  
رہا تھا۔ لیکن اس نے نظر انداز کرتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے۔

عفان جو اس کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ کہ اچانک اس کی نظر اس کی زخمی  
کلائی پر پڑی۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے رجمال باندھا تھا۔ لیکن گرنے کی

وجہ سے اس جگہ تھوڑا تھوڑا خون نکلنے لگا۔ جس کی وجہ سے وہ رومال سُرخ ہو گیا۔

ارے آپ کی کلائی پر تو کافی چوٹ لگی۔ عفان فوراً پریشانی سے اس کے پاس بیٹھا، اور اس کی کلائی تھام لی جو رمل کو بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔ وہ فوراً اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی، اور وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

میں عفان عفساء کا بچپن کا دوست۔

اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتی کہ عفان کی بات سُن کر اس کے قدم فوراً تھمے تھے۔ اس نے پلٹ کر خیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

جی میں سچ کہہ رہا ہوں، اور میں آج اسی بارے میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں۔ کیا آپ اپنا کچھ وقت مجھے دے سکتی ہیں۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر

عفان نے بات کا آغاز کیا۔

اس کی آنکھوں سے دوبارہ آنسو پانی کی طرح بہہ رہے تھے۔ اس نے نظریں نیچے کیے ہاں میں گردن ہلائی۔ وہ لڑکی ابھی بھی نہیں ہاری تھی۔ ابھی بھی وہ عفساء کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔

چلے آئیے، عفان نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ جو بنا اس کی طرف دیکھے اس کے قدم کے ساتھ قدم ملانے لگی۔

\*\*\*\*\*

اریش اسے اپنے ساتھ لگائے اسے اس کے کمرے میں لا کر بیڈ پر بیٹھایا۔ اس کے آنسو اب تھم چکے تھے۔ لیکن اس نے ایک چپ سادلی تھی۔ وہ کچھ بھی نہیں بول رہی تھی۔ یہی بات اریش کو تکلیف پہنچا رہی تھی۔

غنی میرا بچہ کچھ تو بولو۔ ایسے چُپ مت رہو، تمہارے بھیا کو تکلیف ہو رہی ہے۔ وہ اسے اپنے سے الگ کر کے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر فکر مند لہجے میں بولا۔

لیکن وہ اس کی طرف دیکھ ہی کب رہی تھی۔ اس پر تو ایسے جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ اریش کو اب رہ رہ کر اس لڑکی پر غصہ آرہا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی جان سے پیاری بہن کی یہ حالت ہو گئی تھی۔

اگر آپ کو بُرا نہ لگے تو میں کچھ دیر اپنی کیوٹ پائی سے بات کر سکتی ہوں۔ اس وقت اسے صرف ایک دوست کی ضرورت ہے۔ رجاء جو کب سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اسے اب اپنی حرکت پر شرمندگی محسوس ہوئی۔ لیکن وہ اس کے بھائی کی اپنی بہن کے لیے اس قدر محبت دیکھ چکی تھی۔

اریش نے ایک نظر اپنی بہن کی طرف دیکھا۔ جو، جوں کی جوں بیٹھی تھی۔ اب کی بار اس نے رجاء کی طرف دیکھ کر ہاں میں سر ہلایا، اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔



تھی۔ لیکن جب نہیں چھڑا سکی۔ تو اسی کے سینے سے لگ کر پوری شدت سے رونے لگ پڑی۔

اچھا "نا" اب رونا بند کروں "نا"۔ میں وعدہ کرتی ہوں "نا"۔ صبح تمہاری فرینڈ کو سوری بول دوں گی۔ اب کی بار وہ اسے اپنے سے الگ کر کے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

لیکن کیوٹی پائے کیا تم مجھے اپنا دوست بناؤ گی۔ پلیز۔ اس نے التجا کی۔ عفساء نے ایک نظر اسے دیکھا۔ پھر انکار میں سر ہلایا۔ کیوں کیوٹی پائے کیا میں اچھی نہیں لگی۔ وہ منہ لٹکا کر بولی۔

نہیں ایسی بات نہیں۔ آپ مونسٹر کی بہن ہے اور دوسری بات آپ نے میری فرینڈ سے فائیٹ بھی کی تھی۔ عفساء گلاب کی سُرخ پھولے ہوئے گالوں سے بھولی۔

کیوٹی پائے اگر تم مجھے اپنا دوست بنالو۔ تو میں تمہیں اس مونسٹر سے بھی بچانے کی پوری کوشش کرونگی، اور تمہاری فرینڈ سے سوری بھی بولوں گی۔  
اس نے بڑی چالاکی سے اسے منانے کی کوشش کی۔  
اگر کیوٹی اب تم نہ مانی تو میں اپنے طریقے سے تمہیں مناؤں گی۔  
وہ کیسے، اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔  
وہ ایسے، رجاء بولتے ساتھ ہی اسے گدگدانے لگی۔  
اس کے ایسے کرتے ہی عفساء ہنستے ہوئے بیڈ پر لیٹ گئی۔  
پلیز مم۔۔۔۔۔ مت کرو۔ وہ ہنستے ہوئے بمشکل بولی۔



اس نے گلا کھنگار کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔  
دروازے میں ایش کو دیکھ کر وہ دونوں فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی۔ جبکہ رجاء  
اپنی شرٹ ٹھیک کرنے لگی تھی۔ جو ایش نے بخوبی محسوس کیا۔ لیکن اسے  
نظر انداز کرتے ہوئے عفساء کی طرف بڑھا۔

کیسا ہے اب میرا بچہ۔ ایش عفساء کے پاس آ کر پیار سے اس کے سر کے  
بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

ٹھیک ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

اب کی بار ایش نے چور نظروں سے رجاء کی طرف دیکھا۔ جو مسلسل ادھر  
اُدھر دیکھ کر نظریں چرا رہی تھی۔ پہلی دفعہ وہ کنفیڈینٹ لڑکی کسی کی نظروں  
سے کنفیوز ہو رہی تھی۔

اچھا غنی اب آپ جلدی سے نیچے آ جاؤ۔ جب سے آئی ہو۔ تم نے کھانا بھی  
نہیں کھایا، اور پلیز اپنی دوست کو بھی لے کر آنا۔

وہ عفساء کے گال پر ہاتھ رکھ کر پیار سے بولا۔ اور ایک نظر دوبارہ رجا پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔

\*\*\*\*\*

عفان رمل کو سیدھا اپنے دوست کے فلیٹ میں لے کر آیا، اور اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود کچن میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد آیا تو اس کے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا۔ جو اس نے رمل کی طرف بڑھایا۔

رمل نے خیران نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ لیکن جوس کا گلاس ابھی بھی نہیں پکڑا تھا۔

پلیز پی لیں یہ جوس۔ آپ کو اس وقت اس کی ضرورت ہے۔ وہ جوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

اب کی بار اس نے جوس کا گلاس پکڑ لیا۔ جبکہ عفان ایک دراز کی طرف بڑھا، اور اس میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر اس کے پاس ہی صوفے پر آکر بیٹھا۔

تب تک رمل نے تھوڑا سا جوس پی کر گلاس دوبارہ سامنے ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔ پلیز آپ اپنا ہاتھ دے۔ وہ اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔  
نہیں میں ٹھیک ہوں۔ پلیز آپ جو بات کرنا چاہتے جلدی کرے۔ تاکہ میں یہاں سے جاؤں۔ وہ سو جھی ہوئی آنکھوں لیے بولی۔  
دیکھیے مجھے بینڈیج کرنے دے۔ ورنہ ان فیکشن بھی ہو سکتا ہے۔ وہ زبردستی اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا، اور بڑے ماہرانا انداز میں ایک ہاتھ سے اس کی بینڈیج کرنے لگا۔

یہ تو کٹ کا نشان ہے جیسے کسی نے زبردستی مارا ہو۔ وہ روئی سے اس کا زخم صاف کرتے ہوئے بولا۔



کیا ہم کل بات کرے۔ ابھی مجھے ضروری کام یاد آ گیا۔ اس لیے مجھے جانا ہو گا۔ اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے، اور کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔ اس وقت وہ کچھ دیر تنہا رہنا چاہتی تھی۔ اسے رہ رہ کر ایش کی بے رخی یاد آرہی تھی، اور وہ خود کو رونے سے نہیں روک پارہی تھی۔

اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتی عفان نے سرعیت سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ دیکھیے پلیز اگر ابھی آپ بنا کچھ بتائے یہاں سے چلی گئی۔ تو شاید بہت دیر ہو جائے، اور اس کے لیے شاید آپ کو بعد میں آپ کو پچھتانا بھی پڑے۔

رمل کا اب اپنے آنسوؤں پر بند باندھنا مشکل ہو گیا۔ وہ فوراً پلٹی اور عفان کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگ پڑی۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ عفان بھی کچھ سمجھ نہ سکا۔ وہ کبھی پیچھے اس کی کمر پر ہاتھ رکھنے کے لیے بڑھاتا، پھر نیچے کر لیتا۔ کیونکہ وہ ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔

رور و کر جب آنسو تھم گئے۔ تو اس سے فوراً اپنی کیفیت کا احساس ہو، اور وہ فوراً اس سے الگ ہوئی۔

ایم۔۔۔۔۔ایم ریلی سو۔۔۔۔۔سوری

مم۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔

ارے نہیں کوئی بات نہیں۔ اچھا چھوڑے یہ سب کیا اب ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ پورا کرتی وہ فوراً بولا، اور بات کا رخ بدلہ۔ تاکہ وہ خود کو ریلیکس فیل کریں۔

لیکن وہ اب بھی نظریں نیچے کیے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑ رہی تھی۔ شاید وہ اپنی حرکت پر شرمندہ تھی۔

اچھا آپ بیٹھے میں آپ کے لیے پانی لے کر آتا ہوں۔ عفان جان بوجھ کر وہاں بہانہ بنا کر گیا۔ تاکہ وہ تھوڑی پر سکون ہو جائے۔

\*\*\*\*\*

سب نے مل کر خوشحال ماحول میں کھانا کھایا۔ اریش نے اپنے ماما پاپا سے بھی عفساء کی دوست کو ملایا۔ احمد اور عشماء کو بھی رجا بہت اچھی لگی تھی، اور وہ

ہر تھوڑی دیر بعد اس سے بات کرتے رہے تھے۔ جن کا وہ مسکرا کر جواب دیتی رہی تھی۔

اچھا بیٹا اب ہم بھی اپنے کمرے میں چلتے ہیں۔ لیکن اگر تم بُرا نہ مانو تو آج کی رات یہاں ہی رُک جاؤ۔ وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

ان کی بات پر ایش نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

نہیں آنٹی گھر میں سب میرا ویٹ کر رہے ہوں گے۔ پھر کبھی آؤں گی۔ وہ اپنے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔

وہ جو ہر کسی کو تنگ کرنے والی شرارتی سی لڑکی۔ اس وقت ایش کی نظروں سے سخت کنفیوزڈ لگ رہی تھی۔

تو آپ گھر کال کر کے ان کو بتادے۔

ہاں رجا ماما پاپا بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ پلیز رُک جائے۔ عفساء بھی فوراً کھڑے ہوتے ہوئے۔ اس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر معصومیت بھرے

لہجے میں بولی۔ وہ اب رجاء کے کافی کلوز ہو گئی تھی۔ اس میں زیادہ تر ہاتھ رجاء کا تھا۔

اب تو انکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس کی کیوٹی پائے نے جو بول دیا تھا۔

اُو کے ٹھیک ہے کیوٹی پائی اب میں تمہاری بات سے تو انکار تو نہیں کر سکتی۔  
وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔  
کیا سچ وہ خوشی سے چہکی۔

مچ۔۔۔۔۔۔ وہ عفساء کے دونوں گال کھینچتے مسکراتے ہوئے بولی۔  
اُو کے ٹھیک ہے پھر آپ میرے کمرے میں ٹھہرا ہیے گا۔ روکیں میں ابھی  
اپنے کمرے کی کچھ سیٹنگ کر کے آئی۔ وہ پل میں فیصلہ کرتی فوراً اوپر کی  
طرف بھاگی تھی۔

اسے خوش دیکھ کر سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ جبکہ اریش مسلسل رجاء کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے رجاء کا عفساء کے لیے کیئرنگ انداز اچھا لگا تھا۔

ہاں رجاء کو اریش پہلی ہی نظر میں اچھا لگا تھا۔ لیکن وہ تھی تو ایک لڑکی "نا"۔ جو اس کی نظروں سے مسلسل گھبرا رہی تھی۔ اچھا بیٹا ہم آرام کرنے اپنے کمرے میں جا رہے ہیں۔ اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو۔ تو بلا جھجھک بول دینا۔ عشاء مسکراتے ہوئے بولی۔ جی آئی ضرور۔

ان کے وہاں سے جاتے ہی۔ اب رجاء بھی جانے ہی لگی تھی۔ کہ اریش کی آواز پر رکی۔

اگر آپ کو بُرا نہ لگے تو کیا آپ مجھے ایک کپ کافی کا بنا دیں گی۔ کافی کا تو صرف بہانہ تھا۔ اصل وجہ تو وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔

جی ضرور، وہ بنا اس کی طرف دیکھے بولی اور کچن کی طرف رُخ کیا۔  
لیکن اسے بھی ساتھ کچن میں آتا دیکھ کر اس نے خیرت بھری نظروں سے  
اس کی طرف دیکھا۔

میں بس آپ کو چیزیں بتانے آیا تھا۔ کون سی چیز کہاں رکھی ہے وہ فوراً بولا۔  
وہ ضرورت کی چیزیں وہاں رکھتے جانے ہی لگا تھا۔ کہ پھر مڑ کر بولا۔  
کافی میرے کمرے میں ہی لے آئے گا، اور پلیز ایک کپ اپنے لیے بھی  
بنائے گا۔ میں آپ سے کچھ بات بھی کرنا چاہتا ہوں۔ اب کی بار وہ یہ بول  
کر چلا گیا تھا۔

اُف شکر ہے رجا تیرا ہیر و گیا۔ یہ تو لگتا میری جان لے کر ہی رہے گا۔ چل  
رجا اپنے ہیر و کے لیے مزے کی کافی بنا۔ وہ مسکراتے خود سے بڑبڑاتے  
ہوئے بولی۔

\*\*\*\*\*

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹرے میں کافی کے دو کپ لے کر اس کے کمرے میں آئی۔ تواریش اسی وقت فریش ہو کر واش روم سے نکلا تھا۔ سوری میں ناک کیے بغیر آپ کے کمرے میں آگئی۔ دروازہ کھولا تھا اور میرے ہاتھ میں ٹرے بھی تھی۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے معذرتی لہجے میں بولی۔

اٹس اوکے کوئی بات نہیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی اس سے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

اس نے ٹرے میں سے ایک کافی کا کپ اٹھا کر اسے پکڑا یا۔ دوسرا خود پکڑ کر اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

دراصل میں آپ سے تھینکس کہنا چاہتا تھا۔ جس طرح آپ نے عفساء کو ٹریٹ کیا۔ جس طرح سے آپ نے اسے سنبھالا۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ آپ کو نہیں پتہ میری بہن میں میری جان بستی ہے۔



کیا وہ جھوٹ بول دے۔ لیکن اب وہ اور جھوٹ کا سہارا نہیں لے سکتی تھی۔

اس لیے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

دیکھے میں کیوٹی کے یونی میں نہیں پڑھتی۔ میں کچھ دن پہلے ہی کینڈا سے آئی

ہوں۔ اپنے آغا جان سے ملنے آئی اور میں اب یہاں سے باقی کی پڑھائی

بہٹینو کرنا چاہتی ہوں۔ میری کزن اس یونی میں پڑھتی ہے۔ جبکہ میں

کالج کی سٹوڈینٹ ہوں۔ میں اکثر اس کے ساتھ یہاں آتی رہتی ہوں۔ بس

پھر میری کیوٹی پائے سے ملاقات ہوئی۔ جو مجھے بہت پیاری لگی۔ وہ کچھ سچ

اور جھوٹ کے ملے جلے تاثرات سے بولی۔

اؤں تو آپ کالج کی سٹوڈینٹ ہے۔ لیکن آپ کی عفی کے ساتھ ایچمنٹ دیکھ

کر اچھا لگا۔ وہ بہت کم لوگوں سے گلتي ملتی ہے۔ ایش کافی کا سپ لیتے ہوئے

بولا۔

مجھے لگتا اب مجھے جانا چاہیے کیوٹی کمرے میں میرا ویٹ کر رہی ہوگی۔ وہ کافی

کا کپ ٹیبل پر رکھتے فوراً کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔



رجاء مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ تو سامنے بیڈ پر عفساء کو روتے دیکھ کر اس کے مسکراتے ہونٹ سکڑے۔ وہ فوراً اس کی طرف لپکی۔

ہے کیوٹی پائی کیا ہوا۔ تم رو کیوں رہی ہو؟

رجاء تم نے بولا تھا "نا"۔ تم مجھے اس مونسٹر سے بچاؤ گی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

ہاں کیوٹی بولا تھا، کیوں کیا ہوا؟ وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر پیار سے بولی۔

عفساء نے ٹیبل پر پڑے بجتے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔ جیسے کہہ رہی ہو، اب میں کیا کروں۔

سکرین پر نمبر دیکھتے ہی رجا پہچان گئی تھی۔ اس کے ذہن پر فوراً ایک آئیڈیا، وہ اپنے بھائی کو اچھے سے سبق سیکھانے والی تھی۔

کیوٹی تم شارم بھائی سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو "نا"۔ وہ اس کے گال سے ہلاتے ہوئے بولی۔

عفساء نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔



ارے واں کیوٹی، تم تو بڑی بہادر ہو گئی ہو۔ میرے ساتھ رہو گی۔ تو سب سیکھ جاؤں گی۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

رجاء تم واقع میں بہت اچھی ہو۔ وہ فوراً اسے ہگ کرتے ہوئے بولی۔ جب کے رجاء دل ہی دل میں اپنے بھائی کی حالت دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

اچھا اب کافی ٹائم ہو گیا ہے، تم سو جاؤ۔ وہ اسے اپنے سے الگ کر کے بولی، اور اس کے ہاتھ سے موبائل لے لیا تھا۔ جس پر ابھی تک شرم کی کال آرہی تھی۔ رجاء نے فوراً آف کر کے ٹیبل پر رکھ دیا۔

اُف بھائی آپ بھی تو تھوڑا ترپے۔ آخر میں تو آپ کی ہی بہن ہوں۔ وہ خود سے بڑبڑائی۔

اب اپنے موبائل کی طرف بڑھی۔ جس پر شرم کی بہت ساری کالز تھی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ کیوں کال کر رہا تھا۔ آخر بڑی امی نے اسے بتا دیا ہو گا۔ کہ آج وہ اپنی فرینڈ کے گھر روکے گی، اور شرم کو اس کا کسی کے گھر روکنا پسند نہیں تھا۔

جاری ہے

یہ پارٹ ون ہے ناول مزید یوٹیوپ پر اپلوڈ ہے تو اسکا پی ڈی ایف بن نے میں  
ٹائم لگے گا سوتب تک ہمارا ساتھ دے اور مزید ناول کے لئے انتظار کریں  
شکریہ

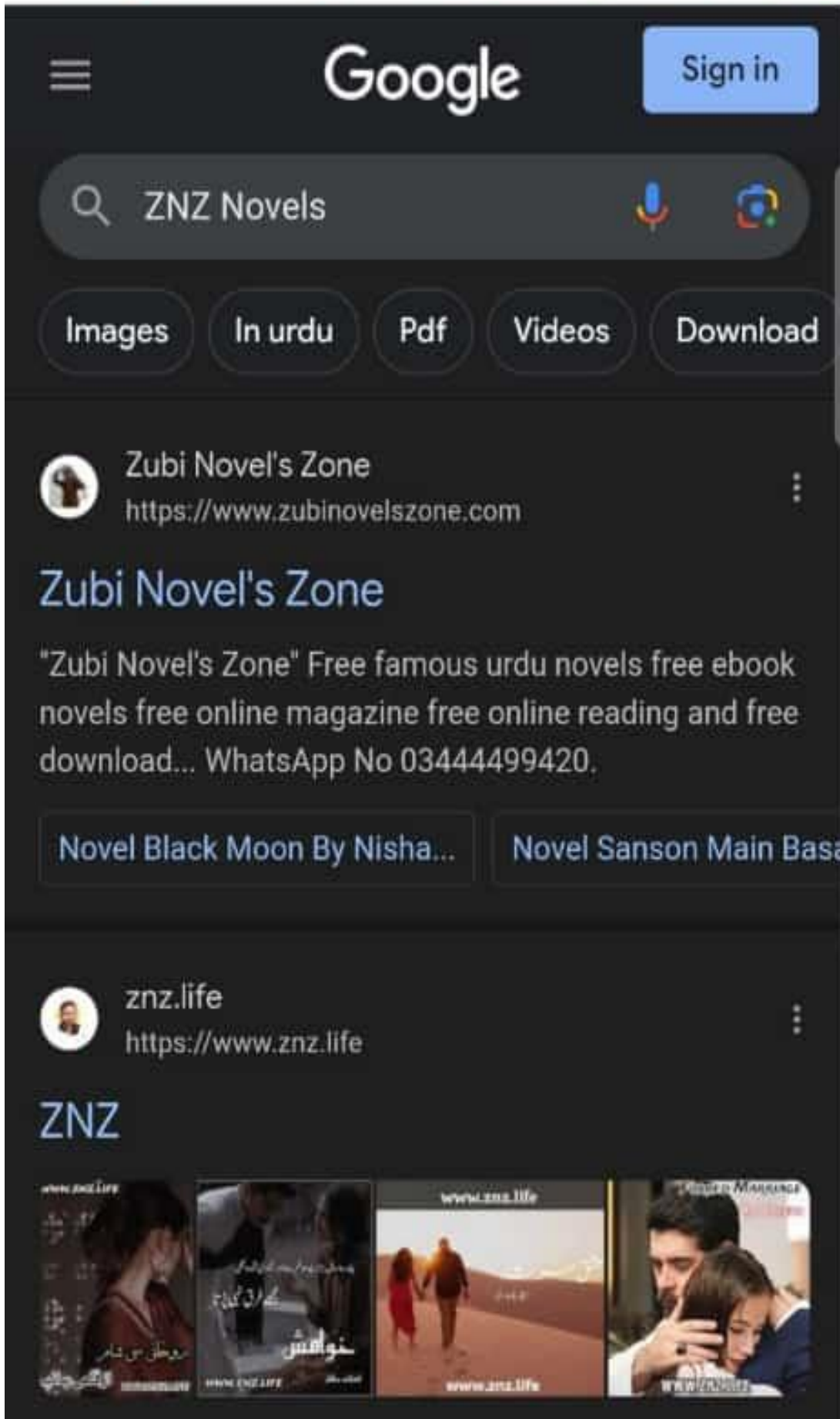


Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](https://www.zubinovelszone.com/) / [✉ 0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

**ZUBINOVELSZONE.COM**  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر  
جائے اور ٹائپ کریں

**ZNZ NOVELS**

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے  
گے جسکی سکرین شاٹ آپ  
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی  
ایک سائٹ وزٹ کریں اور  
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے  
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں  
مزید کے لئے رابطہ کریں

**0344 4499420**

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

For Free Ebook Novels Link

[https://heylink.me/ZUBI\\_NOVELS\\_ZONE](https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE)

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>